رجسٹرڈ ڈسی ۳۴۸

رسالہ

اصلاح

یہ رسالہ سنی شیعہ نیچری وہابی سب کیلئے ہے

نمبر ۵ | بابت ماہ جمادی الاول سنہ ۱۳۲۷ھ | جلد ۱۲

مطبع اصلاح کجھوہ ضلع سارن سے شایع کیا گیا

مظفری یتیمخانہ فنڈ جناب سید مظفر حسن صاحب فارسٹ اسکول ۱۹۵ اجناب میر عباس علیصاحب کتب فروش ۹ ۷ ۲ میزان ملے میزان سابق [illegible] میزان کل [illegible]

اعانت بیوہ مندرجہ اصلاح جناب میر عباس حسین صاحب تحصیلدار کلکٹر ۱۱ بذریعہ جناب میر محمد جواد صاحب رئیس سرائے میر ضلع اعظمگڈہ روانہ کیا گیا۔

وفات حسرت آیات افسوس صد افسوس کہ جناب مولانا السید علی اکبر صاحب مرحوم خلف الصدق جناب سلطان العلما طاب ثراہ نے بتاریخ ۲ ربیع الثانی روز شنبہ اس دار فانی سے انتقال کیا مرحوم اون بزرگونسے تھے جو اپنا مثل و نظیر نہین رکھتے تھے اب اوس طبقہ کا کوئی متنفس باقی نہین رہا۔ آپ سرکاری عہدہ ہای جلیلہ ڈپٹی کلکٹری و منصفی پر بھی فائز تھے اور نہایت نیک نام بہت سی تصنیفات آپکی یادگار ہین خصوصاً الحق المبین جواب نہایت المومنین قابل دید ہے عمر آپکی تخمیناً ۸۰ سال سے متجاوز ہوگی۔ ایک عرصہ سے بوجہ پیرانہ سالی عوارض مختلفہ مین مبتلا تھے خداوند عالم جناب مرحوم کی مغفرت کرے اور مدارج عالیہ فردوس برین پر فائز مومنین سے امید ہے کہ مرحوم کیلئے نماز ہدیہ میت دعا فاتحہ خوانی کرینگے آپکے خلف الصدق جناب مولوی علی غضنفر صاحب سکرٹری آل انڈیا شیعہ کانفرنس کے اس مصیبت عظمی مین ہم سب ہمدرد اور شریک ہین خداوند عالم آپکو صبر جمیل و اجر جزیل کرامت فرمائے۔ اگر جناب مرحوم کے تصنیفات کی فہرست شایع کردی جائے تو نہایت انسب ہے۔

شکریہ معاونین اصلاح

الحمد للہ کہ آج ہمکو اسکا موقع ملا کہ اپنے جدید معاونین اصلاح کا شکریہ ادا کرین جنہون نے اس ۱۳۲۲ھ مین خاص طور پر افزایش خریداران مین کوشش فرمائی جزاہم اللہ خیرا۔

چونکہ اصلی غرض اصلاح کی تائید و ترویج دین حق ہے لہذا ہم امید کرتے ہین کہ برادران ایمانی اشاعت اصلاح مین پوری سرگرمی فرمائینگے کیونکہ اسکی خدمتین آپکے پیش نظر ہیں جو خدمتیں کر رہا ہے آپ اوس سے بیخبر نہین عنقریب ایک خاص انعام اون لوگونکے لئے طیار ہوگا جو کم سے کم دو خریدار عنایت فرمائین۔ افسوس کہ سابق معاونین بالکل خاموش ہین

نمبر	نام	تعداد	نمبر	نام	تعداد
۱	جناب منشی سید موالی حسن صاحب محلہ فطرت قرنوکنگ ۴۶۲	۳	۱۰	جناب منشی عترت حسین صاحب نقشہ کل الہیم پور ۳۵۱	۱
۲	جناب منشی سجاد حسین صاحب کانشیبل کانپور ۳۴۳	۱	۱۱	جناب سید تجمل حسین صاحب وکیل الولہ ۱۰۹۰	۱
۳	جناب مرزا اکبر بیگ صاحب کانپور ۲۵۳۵	۲	۱۲	جناب ڈاکٹر مرید حسین صاحب ضلع شاہپور ۱۸۵	۳
۴	جناب سید محمد صاحب بی اے سپرنٹنڈنٹ بارہ بنکی	۱	۱۳	جناب سید ابن علیصاحب حسنپور ضلع مرادآباد	۱
۵	جناب مولوی سید حسین علیصاحب سبزواری کراچی ۵۹۹	۱	۱۴	جناب منشی فضل حسین صاحب سیہور بھوپال ۲۰۸	۳
۶	جناب خان بہادر سید عبد الحسین صاحب نوگانگ	۱	۱۵	جناب حکیم بادشاہ علیصاحب ضیا لکھنوی عماد الاسلام	۳
۷	جناب میر سجاد حسین صاحب متولی ۱۹۹۰	۱	۱۶	جناب منشی ولایت حسین صاحب امین نہرہ ۲۰۰	۱
۸	جناب قاضی محمد رضا علیصاحب محمد نور پور ۳۵۲	۱	۱۷	جناب دلدار حسین صاحب سیتاپور ۲۳۳	۱
۹	جناب مولوی محمد باقر صاحب امرتسر ۱۵۵	۲	۱۸	جناب مولوی محمد کاظمین صاحب مفتی فاضل مرادآباد	۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

جلد ۱۲	بابت ماہ جمادی الاول ۱۳۲۶ھ	نمبر ۵

رسید اصلاح پرنٹنگ کمپنی

بقیہ ۷۶ - جناب مولوی سید محمد زکی صاحب تہید ... موضع ... ضلع کبری ۲۰۳۹	۱	ص
(۷۷) جناب سید مصطفٰے صاحب رئیس نگد ضلع بجنور ۲۱	۲	عہ
(۷۸) جناب سردار فتح خان صاحب رئیس شاہوال ۲۷	۱	عہ
(۷۹) جناب میر خادم حسین گہڑی ساز بمبئی ۳۳۶۰	۱	ص
(۸۰) جناب منشی سید اعجاز حسین صاحب وکیل شکارپور ضلع لمبد شہر ۱۷۳۵	۱	عہ

میزان ۵ ص

ازانجملہ ... ابتدائی ... مرزا مبارک

گذشتہ ماہ

یون تو حوادث دہر سے کبہی مہلت ہمین ملتی ایک نہ ایک امر ہوتا ہی رہتا ہے۔ مگر اصلاح کا گذشتہ ماہ نہایت سخت گذرا پہلے تو ہمارے عزیز جناب اظہر شیعہ صاحب کا دہ ماہہ لڑکا چیچک سے لہذا پھر ہماری مرحومہ بیوی کا یادگار چار سالہ لڑکا جو صورت و شکل مین بالکل جناب والد علام فخر الحکما دام ظلہ کا شبیہ تھا دو ماہ کی علالت سخت کے بعد داغ مفارقت دے گیا جس سے ہمارے گھر کو عموماً اور جناب فخر الحکما دام ظلہ کو خصوصاً خاص تعلق تہا پھر چھوٹی ہمشیرہ شفاہا اللہ ہماری علیل ہوئی جو تخمیناً دو سال سے علیل ہے تمام مومنین سے خصوصاً ملتمس دعا ہون کہ اونکی صحت کیلئے خاص طور پر دعا فرمائین ان دنون مرض مین اشتداد ہے۔ ان سب کے علاوہ خاص بیماری یہ ہوئی کہ اس مہینہ مین ۷۵ وی پی کرنا پڑا جسکی تلخی موت کی تلخی سے کم نہین ۷۵ ۷ نام سے وصول شدہ اسما کا علحدہ کرنا اور پہر باقیداران سنین گذشتہ کا انتخاب پہر حال کے خریدارونکا چھانٹنا پہر غیر وصولی لوگونکو خط لکھنا۔ اور بعد انتظار دی پی کرنا اور پہر نتیجہ کا انتظار کہ دیکھیے ان احتیاطون پر کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ اور وصول کو سیاہہ کرنا کیونکہ نہ نمبر ہوتا ہے نہ نام صحیح پہر وصولیونکو انعامی رسالہ

روانہ کرنا۔ ایسی مصیبت عظیم ہے کہ قابل بیان نہیں ہے۔ الا کہ پانچ مہینہ قبل سے اسکی فریاد کی جاتی ہے کہ جن حضرات کو خریداری منظور ہو چندہ بذریعہ منی آرڈر عنایت فرمائیں ورنہ جنکو انکار ہو ایک اطلاعی کارڈ لکھدیں۔ مگر تخمینًا صرف تین سو خریداروں نے اسپر توجہ کی۔ اور ما بقی حضرات نے بالکل سکوت سے کام لیا ہے اسکا تصفیہ بغیر وی پی روانگی دیئے ہو کیونکر ممکن تھا۔

خدا کرے ابھی ہماری قوم دوسرونکے مصائب اور محنتوں کی قدر کرے۔ تو کچھ اصلاح ہو۔ کیونکہ منی آرڈر کرنے میں بھیجنے والے کو دو حرف لکھنا ہوتا ہے اور یہاں کم سے کم دو ہزار نام منتخب کرنا اور تین تین چار چار مرتبہ لکھنا ان مجموعہ پر اکثر حضرات کو بہم جا بجا دستخط سے پہونچا ہوگا جسکی معافی چاہتے ہیں اور ممکن ہے بعض حضرات اکو نام مع پتہ مطلع فرمائیں اگر [illegible] روانہ [illegible] کی خرابی بدستور رہی [illegible] انکا مقدمہ زیر تحقیقات ہے جن صاحبوں کو کوئی نمبر [illegible] نام [illegible] خط [illegible] روانہ کریں [illegible] دفتر سے غیر وصول شدہ پرچے [illegible] احتیاط [illegible] ہم اوسپر عمل کرتے ہیں بالخصوص [illegible]

اصلاح پرنٹنگ کمپنی کے متعلق مجھے [illegible] کرنا تھا ان [illegible] نمبروں میں عرض کر چکا ہوں اس سے زیادہ چھپائی ہے اس کمپنی سے ذاتی منفعت مقصود ہے نہ [illegible] قوم اگر مدد کریگی خود بھی منتفع ہوگی ہمکو بھی نفع ہوگا ورنہ [illegible] ایسا آرزو کہ خاک شد۔ آخر میں قوم سے [illegible] یا بلبل [illegible] دہ یا از قفس آزاد کن۔

تاریخ الاذان پر ریویو

اصلاح پرنٹنگ کمپنی نے اپنی ناداری ومجبوری پر پہلا کام یہ کیا کہ اس کتاب کو چھپوایا جسکی مدت سے لوگونکو خواہش تھی مگر چونکہ یہ کتاب نایاب تھی اسلئے کل فرمائشیں معطل رہیں۔ اسی خیال سے پہلے یہ رسالہ چھاپا گیا اور اخبار اثنا عشری۔ العوارف۔ الحق۔ ناظم الہند۔ پیسہ اخبار۔ وطن۔ وکیل۔ صحیفہ کے اڈیٹروں سے خاص خطوں کے ذریعہ بتاریخ ۱ جنوری استدعا بھی کی گئی کہ اسپر ریویو دیں۔

اخبار وکیل چونکہ سب سے زیادہ بے تعصبی اور صلح کل پالیسی کا مدعی ہے لہذا رسالہ ارسال الیدین بھی دفتر سے طلب کیا گیا اور وعدہ کیا کہ دونوں رسالوں پر ایک ساتھ ریویو دیا جائے۔ مگر افسوس یہ صرف زبانی وعدہ تھا جو دل خوش کرنے کو لکھ دیا گیا۔

جسپر ہزار شکر خدا کہ متولیان وقف نے خاص توجہ فرما کر اصلاح کی صلاح پر عمل کر کے جناب مولانا السید محمد ہادی صاحب دامت برکاتہ کو بمالتحتی درجہ اول مقرر فرمایا جس سے امید ہے کہ طلبہ کی شکایتیں رفع ہونگی اور تحصیل علم مین اونکو زیادہ سہولت ہوگی کیونکہ جناب مولانا کا تقدس اور علم وکمال آفتاب تابان کی طرح محتاج بیان نہین اور جس محنت و دلسوزی سے آپ درس دیتے ہین اوس سے امید ہے کہ طلبہ کو پوری کامیابی ہو۔ ہان ضرورت ہے کہ نوع پر نظر رہے ملاحظہ شخصی نقصان رسان ہے۔ معذوری تو مجبوری ہی ہے۔ مگر صرف مدرسین و طلبہ کی حاضری سے کام نہین چلتا۔ زمانہ کی قدر کرنی چاہیے نہ معلوم کن اسباب سے یہ سامان فراہم ہوئے۔ طلبہ نے کوتاہی کی یا مدرسین نے بے پروائی تو کتاب الملکاب کے احکام جاری ہونگے اور اشکال عظیم پیدا ہوگا۔ طلبہ منہومان سے ہین یعنی بھوکے ہین جو شخص خود نہ مطالعہ کرے کیا سیر کر سکتا ہے۔ حافظ صرف حافظ ہے نہ موجد نہ اخاذ۔ حاذبہ کو غازیہ درکار ہے۔ ماہ رجب و شعبان کی آمد سے طلبہ کے حواس گم ہین بیچ تعطیل تعطیل ہو گی۔ تین مہینہ یون گئے۔ پھر ذیحجہ محرم صفر۔ تو کل چھ مہینہ رہے فنصف العمر یمحوہ اللیالی کا مضمون ہوا۔ علماء اعلام کو اسپر توجہ فرمانا چاہیے۔ طلب العلم فریضۃ۔ اعمال و محاسن و اعیاد مستحب۔ چونکہ قوم کی تمام امیدین اسی مدرسہ سے وابستہ ہین۔ قوم بھی نہایت بے چینی سے اسکی منتظر ہے لہذا نہایت خوض و فکر سے کام کرنا چاہیے کہ قوم کی حق تلفی نہو۔

مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ کا چوتھا سالانہ جلسہ تقسیم انعام اس سال نہایت اہتمام سے ہوا خود جناب کمشنر بہادر قسمت پٹنہ مع کل حکام ضلع تشریف فرمائے جلسہ ہوئے اور طلبہ کو انعام بدست خود تقسیم فرمایا جس سے ایک شان نمایان تھی۔ بعد تقسیم انعام جناب کمشنر صاحب بہادر نے تقریر فرمائی۔ جسمین بانی مدرسہ جناب نواب حاجی سید الطاف حسین خانصاحب اور مدرس اعلیٰ جناب مولوی سید فرمان علی کی بیحد توصیف کی اور فرمایا "کہ مینے اس قسم کی تعلیم گاہ بلا اعانت گورنمنٹ پہلی مرتبہ دیکھا ہے جسکی ہمکو خاص مسرت ہے" اور اسکا بھی وعدہ کیا کہ دوبارہ خاص حالت تعلیم مین آکر ملاحظہ کرونگا۔

اس موقع پر جناب حاجی نواب سید بادشاہ نواب صاحب نے ۱۵ اور وظیفہ بحساب فی ماہ

طلبہ کیلئے مختلف ناموںسے جاری کیا۔ اور جناب نواب چھوٹے نواب صاحب نے تین جس سے انحضرات کی اولوالعزمی اور قدردانی علم ظاہر ہے۔

حق یہ ہے کہ یہ بھی عطیہ خداوند عالم ہے کہ جناب نواب الطاف حسین خان صاحب کو ایسا لائق وقابل مدرس علی جناب مولوی فرمان علی صاحب ؟؟ نصیب ہوا جو اس خدمت کو اس حیثیت سے نہین انجام دیتے کہ ہم اسکے مشاہرہ دار مدرس ہین۔ بلکہ آپکی دلسوزی اور ہمدردی اس حیثیت سے ہے کہ گویا خود بانی مدرسہ ہین ہم دعا کرتے ہین کہ تمامی مدارس کے مدرسین کی قلبی حالت یہی ہو کہ وہ اپنے کو فنا فی القوم کردین ورنہ مدرس اگر اس حیثیت سے درس دیگا کہ ہم اس خدمت پر مامور ہین تو کہان لڑکے تعلیم پا سکتے ہین۔ مگر ہائے زمانہ ایسا ناموافق ہے کہ اس اہتمام پر بھی ان علوم کی نہین قدر کیجاتی اور اباطیل و لغویات مین عمر ضایع کیجاتی ہے۔

ضرورت تنقید بخاری ایک عرصہ سے ممبران اصلاح کا تقاضا ہے کہ **تنقید بخاری** کو شایع کرون مگر قوم کی ناتوجہی نے کچھ ایسا دل افسردہ کر دیا کہ کسی کام کرنے کو جی نہین چاہتا ہے تو بہانتک مستعدی کی کہ حصہ ثالثہ کا علحدہ سلسلہ قائم کرنا چاہا جسکا سالانہ چندہ عہ ہوگا مگر دو کڑوڑ شیعو نمین صرف چھ آدمی ایسے نکلے جنہون نے عہ چندہ اسکا بھیجا جس پر قدردانی عالم بالا معلوم شد کہکر مین خاموش رہا پھر یہ بھی خیال تھا کہ طرفدارن **بخاری** مین بھی کوئی اسکا اثر نہین پھر کیونکر ادہر توجہ کیجائے۔ مگر اہلحدیث مورخہ ۲ اپریل لکھتا ہے ؎ تاہم **کانفرنس اہلحدیث** خدا کے فضل سے موجود ہے آجکل اسکی فرمائش سے شیعہ کی تنقید بخاری کا جواب پٹنہ مین لکھا جا رہا ہے جو عنقریب اہلحدیث کانفرنس کیطرفسے شایع ہوگا؎ اسکا نام ہے ہمت ہے یہ زندہ قوم جسکو اپنے **باطل** پر یہ اصرار ہے کہ **تنقید بخاری** کا جواب **اہلحدیث کانفرنس** لکھ رہی ہے پھر کیون نہ باطل کو عروج ہو اور حق مین اضمحلال آئے۔ اس قوم کو تو آپ جانتے ہین اسنے کیا کیا نتائج پیدا کئے پھر اسکا مقابلہ وہ قوم کیونکر کر سکتی ہے جس سے اتنا بھی نہو سکا کہ تنقید بخاری کا تیسرا حصہ شایع کرائے۔

مگر خیر ہم اتنا وعدہ کرتے ہین کہ پھر **تنقید بخاری** کا سلسلہ شروع کر دیا ہے اور خدانے چاہا تو جبتک پوری بخاری شریف کا تارتار الگ نکر دیا جاے یہ سلسلہ موقوف نہو۔ واللہ الموفق المعین وعلیہ نتوکل وبہ نستعین

سنیان لکھنو کے مقدمہ مین ۲۶ آدمی کو تین تین ماہ قید سخت کی سزا پہلے ہوئی تھی ۲ کو ۱۵ آدمی پھر تین ماہ کیلئے قیدخانہ بھیجے گئے اور ۱۰ کو پھر ۸ آدمی جملہ (۱۶۰) آدمی تین تین ماہ کیلئے قید کئے گئے بانشقت نہ معلوم انجمن ؟؟ نے انکو پھول کا ہار پہنوایا یا نہین اور شیرینی کھلوائی یا نہین۔

حالات ایران

سابق بدستور ہی ہر جگہ غدر ہی ہر جگہ فساد شورش مین کوئی کمی نہین ملت کا ہر طرف غلبہ ہو دولت ہر طرف کمزور ہو رہی ہی جہان جہان ملتیونکا قبضہ ہوتا جاتا ہی وہان ہر طرح کا امن وامان ہوتا ہی جہان شاہی پسندونکا اقتدار قائم ہی وہان فساد کی وہی صورت ہے۔

۵ مئی کو شاہ مغفرت امین کا اعلان شایع کردیا اور پارلیمنٹ کا اجلاس ۹ اجولائی کو شروع ہونیکی امید لگائی جاتی ہی۔ انگریزی اور روسی سفارتخانونکو اطلاع دی ہی کہ اصلاحات کے بارہین جو مشورہ دیا گیا تہا اوسے قبول کرتے ہین اور تفصیلات کی تشریح چاہتے ہین۔

ظاہر سلطان روم کی معزولی اور رعایا کے تسلط نے اونکی حواس گم کردئے کہ جو سلطان اپنی اقتدار ۳۳ سال حکومت کرنے پر اسطرح معزول کردیا گیا۔ تو پہر ایسا بادشاہ اپنی سلطنت کا کیا امید کرسکتا ہی جسکی چند سال فرمانروائی نے یہ آگ لگائی۔ مگر اس سے یقینا معلوم ہوتا ہی کہ شاہ کی یہ سرکشی بہی سلطان کے ایما سے تہی کیونکہ مظفرالدین شاہ اعظم مرحوم کو بہی سلطان ہی اس سے روکتے تھے کہ سلطنت مشروطہ کی بنیاد قائم کرین۔

ہنوز اس اعلان کا نتیجہ نہین معلوم ہوا کہ ملک مین کہانتک امن ہوا اور کہانتک فسادات مین کمی کیونکہ ایسے فرمان تو چند مرتبہ جاری ہو چکے جب حلف قرآن اوٹہا کر اونہون نے نکث عہد کیا تو پہر کیا امید ہوسکتی ہے۔

۴ مئی گذشتہ کے ۲۵۰ فدائیون نے قزوین کے قصر گورنری پر قبضہ کرلیا تسخیر طہران کا یہ پیش خیمہ ہی ۲۰ سوار شاہی مارے گئے باقیماندہ ایکسو آدمیون نے ہتہیار ڈالدئے۔

یکم مئی کو روس کی ۵۰۰ سپاہ تبریز کے اندر اور ایکہزار سوار ۴ توپون سمیت باہر خیمہ زن ہی شاہی فوج وہان سے پیچھے ہٹ گئی۔

شاہ نے وزیر اعظم وزیر جنگ کو برخواست کرکے اپنے چچا نائب السلطنہ کو دونو عہدہ پر مامور کیا جسپر انگریزی و روسی سفارتخانہ نے سخت اعتراض کیا ہی۔ شاہ نے سعدالدولہ کو بہی جسپر مشروطہ پسند ہونے کا شبہہ تہا معزول کیا۔

رو ترکا ناظم ہی کہ ایک سو روسی کاسک دو میگسم توپون سمیت طہران سے ساحل کے فاصلہ پر جانب مغرب پل خلیج کی حفاظت پر مامور کئے گئے ہین کہ غیر ملکیان وطن کے حملہ کا خوف ہو جو جانب شمال تبریز سے طہران پہونچ کر ہونے مین جسکا مطلب یہی ہی کہ اگر یہاں فتح جنگ نہو تو وہ کیا تو روس وہان قبضہ کر لے

حرمۃ الخمر

(گذشتہ سے پیوستہ)

فذکروا ذلک وذہبوا الیہ جمیعا حتی اتوہ فی دارہ فاخبرہم ان رسول
اللہ صلعم قال ان ملکا من ملوک بنی اسرائیل اخذ رجلا فخیرہ بین
ان یشرب الخمر او یقتل نفسا او یزنی او یاکل لحم الخنزیر او یقتلوہ
ان ابی فاختار ان یشرب الخمر وانہ لما شرب لم یمتنع من شیء ارادوہ منہ

یعنی سالم بن عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہین کہ ابوبکر صدیق اور عمر بن الخطاب اور
بہت سے لوگ صحابہ رسول اللہ سے بعد وفات رسول جمع ہوئے تو باہم وہ تذکرہ کرنے
لگے کہ سب کبیرون سے کون کبیرہ بڑا ہے۔ مگر یہ معلوم ہو سکا تب ہمکو عبداللہ بن عمر
عبداللہ بن عمرو عاص کے پاس بہیجا کہ دریافت کرین۔ اوسنے کہا سب سے اعظم کبیرہ
شرب خمر ہے جب جاکر خبر دی تو سبنے انکار کیا اور سب اوٹھکر اوسکے پاس
گئے اور اوسکے گہر مین جمع ہوئے۔ تو اوسنے خبر دی کہ رسول اللہ نے بیان کیا ایک
بادشاہ نے بادشاہان بنی اسرائیل سے ایک شخص کو گرفتار کیا اور اوسکو اختیار
دیا کہ یا شراب پیو۔ یا کسی آدمی کو قتل کرو۔ یا زنا کرو یا خنزیر کا گوشت کہاؤ یا قتل کئے
جاؤ اگر ان سب باتوںسے انکار کرو۔ اوسنے شراب پینا گوارا کیا اور جب شراب
پی تو سب کامون کو انجام دیا جو اوس سے چاہا گیا تہا

ہمکو اس سے تعجب نہین کہ ایسے ایسے بزرگان صحابہ جمع ہین جنمین شیخین اول درجہ
پر ہین اور تیئیس برس صحبت رسول اللہ مین رہ چکے ہین۔ مگر یہ بہی نہین معلوم کہ
اعظم کبائر کیا ہے وجہ اسکی نوبت آئی کہ عبداللہ بن عمرو عاص سے پوچہا گیا حالانکہ
وہ اصاغر صحابہ سے تہا جو شاید ۸ھ مین اسلام لایا۔

مگر یہ تو یقیناً معلوم ہوا کہ جب عبداللہ بن عمرو عاص نے اعظم کبائر مین شرب
خمر کا نام لیا ہے تو سبکے سب آمادہ رد و انکار ہوئے اور اسپر جب اونکو غصہ آیا

کہ اوچھل پڑے اور ہے سب عبد اللہ بن عمر و عاص کے گھر چڑھ دوڑے۔

پھر اسمین کسکو شبہہ ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ اس جرم کو خفیف اور اسکے ارتکاب کو سہل سمجھتے تھے تو پھر مسلمانونکی کیا اصلاح ہو سکتی تھی۔ حالانکہ خود خلیفہ دوم پر یہ واقعہ گذر چکا تھا کہ اسی شرب خمر کی بدولت رسول اللہ نے اونکی سزا کی تھی اور انہون نے اعوذ باللہ من غضب اللہ و غضب رسولہ بھی کہا تھا۔ مگر اب سب بھول گئے اور یہ بھی نہین معلوم کہ اعظم کبائر کیا ہے۔

یہ امر تو بدیہیات سے ہے کہ جو شخص بلا علم فتوی دیگا ہمیشہ غلطی کریگا جو بلا واقفیت کسی امر پر آمادہ ہوگا اوسکا نتیجہ ضرور ملیگا۔ چہ جائیکہ اسکے ساتھ خود غرضی اور اغراض ذاتی بھی شامل ہون۔ یہی وجہ ہے کہ ان خلفا کی خلافت سے کل یا اکثر احکام شریعت معطل ہوئے۔ اور جاری بھی ہوئے تو وہ احکام جنکو اسلام سے کچھ تعلق نہ تھا بلکہ وہ سراسر احکام شیطانی تھے۔ کیونکہ جو صاحب ہین مدتونکے بت پرست کہ بتونکو سجدہ کرتے رہے اب بخوف یا بطمع اسلام لائے۔ زناکاری مین مشاق شراب خواری مین ایسا سرشار کہ رسول اللہ کی زندگی مین شراب اولٹاتے رہے۔ پھر تخت خلافت پاکر کون اونکو روک سکتا تھا۔ جب ایک صحابی نے کہا شراب خواری اعظم کبائر ہے تو اوسی پر انکا قہر ٹوٹ پڑا۔

اب ہم قبل اسکے کہ ابو شحمہ فرزند خلیفہ دوم کی شراب خواری کو لکھین مناسب ہے کہ دیگر اکابر صحابہ کی شراب خواری کا حال لکھین جسمین سب سے زیادہ تعجب خیز شراب خواری حضرت صدیق اکبر ہے جنکے تقدس کی اسقدر عزت کی گئی ہے۔ کہ اونپر یہ تہمت لگائی کہ زمانہ جاہلیت مین بھی کبھی مے نوشی نہ فرمائی حالانکہ ابن حجر عسقلانی کی تحقیقات سے ظاہر ہے کہ بعد اسلام بلکہ بعد نزول حرمت خمر ایک ہی بھٹی مین دو تون پیر مغان مے نوشی فرمارہے تھے۔

صحیح بخاری کتاب الاشربہ مین ہے عن انس بن مالک قال کنت اسقی ابا عبیدۃ و ابا طلحہ و ابی بن کعب من فضیخ زھو و تمر فجاءھم ات

فقال ان الخمر قد حرمت فقال ابو طلحہ قم یا انس فاھرقھا فاھرقتھا

حدثنا مسدد قال حدثنا معتمر عن ابیہ قال سمعت انسا قال کنت قائما علی الحی اسقیھم عمومتی وانا اصغرھم الفضیخ فقیل حرمت الخمر فقالوا اکفأھا فکفأنا قلت لانس ما شرابھم قال رطب وبسر فقال ابو بکر ابن انس وکانت خمرھم فلم ینکر انس ص۱۰۹ جلد ثالث مطبوعہ مصر

یعنی انس بن مالک روایت کرتے ہین کہ ہم ابو عبیدہ جراح - ابو طلحہ - ابی بن کعب کو شراب پلا رہے تھے کہ کسی نے آکر کہا شراب حرام کردی گئی - ابو طلحہ نے کہا اے انس گرادے ہمنے سبکو گرادیا -

مسدد روایت کرتے ہین انس سے کہ ہم اپنے قبیلہ کو شراب پلا رہے تھے کہ کسی نے کہا شراب حرام ہوگئی لوگون نے کہا گرادو ہمنے گرادیا ہمنے انس سے کہا کہ اونکی شراب کیا تھی کہا کھجور اور رخرما کی - ابو بکر بن انس نے کہا کہ یہی شراب اونکی (رطب وبسر تھے) پس نہ انکار کیا انس نے -

اسی حدیث کو بخاری نے کتاب التفسیر مین بھی لکھا ہے مگر وہانکی عبارت اسطرح پر ہے حدثنا ابو النعمان قال حدثنا حماد بن زید قال حدثنا ثابت عن انس ان الخمر التی اھریقت الفضیخ وزادنی محمد عن ابی النعمان قال کنت ساقی القوم فی منزل ابی طلحہ فنزل تحریم الخمر فامر منادیا فنادی فقال ابو طلحہ فاخرج فانظر ما ھذا الصوت قال فخرجت فقلت ھذا منادینادی الا ان الخمر قد حرمت فقال لی اذھب فاھرقھا قال فجرت فی سکک المدینۃ قال وکانت خمرھم یومئذ الفضیخ فقال بعض القوم قتل قوم وھی فی بطونھم فانزل اللہ لیس علی الذین امنوا وعملوا الصالحات جناح فیما طعموا ص۹۰ جلد ثالث

یعنی ہم قوم کے ساقی تھے شراب پلا رہے تھے گھر مین ابو طلحہ کے کہ حکم حرمت خمر نازل ہوا پس حکم دیا ایک منادی کو جسنے ندادی - تو ابو طلحہ نے کہا دیکھو یہ کیسی آواز ہے

مین باہر نکلا - اور کہا یہ منادی ندا دے رہا ہے کہ شراب حرام ہوگئی ۔ ابو طلحہ نے کہا جا کر گرا دو وہ او سکو
بس جاری ہوگی کوچہ ہائے مدینہ میں ۔ اور تہی شراب اونکی فضیخ ۔ پس کہا بعض قوم نے
کہ قتل ہوئی ایک قوم حالانکہ اونکے پیٹ مین وہ شراب تہی پس خدا نے نازل کیا آیۃ لیس
علی الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات جناح فیما طعموا

دیکھئے روایت ایک ہی ہے راوی دونونکے انس ہین ۔ قصہ ایک ہے مگر بخاری صاحب
کی کیا کسمپرسی ہے کیا ترکیب (۱) اس روایت مین جو کتاب التفسیر مین ہے نہ کسیکا نام ہے
نہ کچھ تصریح بلکہ انس کا بیان ہے کہ ہم قوم کے ساقی تھے مکان ابو طلحہ مین جس سے کو نام تو نہین
معلوم ہوتا مگر ایک قوم کا صحابہ رسول اللہ سے مبتلائے شرابخواری ہونا ظاہر ہے ۔
دوسری روایت مین تین آدمی کے نام کی تصریح ہے کہ ابو عبیدہ جراح ۔ ابو طلحہ
ابی بن کعب مے نوشی فرما رہے ہین ۔

(۲) روایت تفسیری مین ہے کہ کسی آنیوالے نے خبر دی کہ شراب حرام ہوگئی جس سے
ایک شخص مجہول کی خبر معلوم ہوئی ۔ دوسری روایت مین یہ مضمون ہے کہ انس کہہ
رہے ہین کہ حکم حرمت خمر نازل ہوا اور حضرت نے منادی کو حکم دیا جس سے انس کا
علم اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے ۔ حالانکہ وہ مکان ابو طلحہ مین ہین اور ابو طلحہ نے
منادی کی آواز سنکر انکو حکم دیا کہ جا کر دیکھو یہ کیسی آواز ہے ۔ انہون نے جا کر سنا
تو آکر ابو طلحہ سے کہا منادی رسول صلعم سنا رہا ہے کہ شراب حرام ہوگئی ۔

اب بتائیے ان دونون روایتون کے جنکا مفہوم جداگانہ ہے ۔ کون سی روایت
صحیح مانی جائے کونسی غلط ۔ کیونکہ ایک مین علم ذاتی انس معلوم ہوتا ہے پھر منادی
سے بحکم ابو طلحہ دریافت کرنا جو صریح معارض ہے ۔ دوسری روایت مین ایک آنیوالے
کی خبر ہے تو دونون مین جمع توفیق کیونکر ممکن ہے ۔

ابن حجر عسقلانی کی پریشانی یہان قابل دید ہے لکھتے ہین تنبیہ فی روایۃ عبد
العزیز بن صہیب ان رجلا اخبرہم ان الخمر حرمت فقالوا اہرق یا انس
وفی روایۃ ثابت عن انس انہم سمعوا المنادی فقال ابو طلحہ اخرج یا انس

فانظر ما هذا الصوت وظاهرهما التعارض لان الاول يشعر بان المنادى بذلك شافههم والثانى يشعر بان الذى نقل لهم ذلك غير انس فنقل ابن التين عن الداؤدى انه قال لا اختلاف بين الروايتين لان الآتى اخبر انسا وانس اخبر القوم وتعقبه ابن التين بان نص الرواية الاولى ان الآتى اخبر القوم مشافهةً بذلك قلت فيمكن الجمع بوجه آخر وهو ان المنادى غير الذى اخبرهم وان انسا لما اخبرهم عن المنادى جاء المنادى ايضاً فى اثره فشافههم ص ۲۰ جلد ۱۰ فتح البارى

یعنی روایت عبد العزیز مین یہ ہے کہ کسی ایک شخص نے خبر دی کہ شراب حرام ہوئی۔ اور اس روایت مین جو انس سے ثابت ہے یہ ہے کہ انہونے منادی کی آواز سنی جسپر ابوطلحہ نے انس کو حکم دیا کہ سنو یہ کیسی آواز ہے۔ ان دونو روایتون کا ظاہر کہہ رہا ہے کہ دونو مین تعارض ہے کیونکہ پہلی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص منادی تہا اوسنے روبرو انسے گفتگو کی اور دوسری روایت کہہ رہی ہے کہ ناقل اس حکایت کا غیر انس ہے۔

ابن التین اسکے جواب مین داودی سے نقل کرتے ہین کہ ان دونون حدیثون مین تعارض نہین ہے کیونکہ آنے والے نے انس کو خبر دی۔ اور انس نے قوم کو خبر دی۔ مگر اس جواب پر ابن التین نے یہ اعتراض کیا ہے کہ نص روایت اولی دولت کیا ہی کہ آنے والے ہی نے قوم کو مشافہۃً خبر دی دھیر یہ جواب کیونکر چل سکتا ہے کہ اوسنے انس کو خبر دی انس نے قوم کو۔

ابن حجر عسقلانی کہتے ہین کہ دونو روایتون مین یون جمع ہو سکتا ہے کہ منادی دوسرا شخص تھا جسنے خبر دی تھی اونکو اور انس نے جب اونکو منادی کی خبر دی تو منادی بہی آگیا اونکے پیچہے اور اوسنے بہی خبر دی۔"

اس تاویل سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ کتاب صحیح بخاری کیسی کتاب ہے کہ ایک ہی روایت کو مکرر لاتے ہین اور پھر اوسمین کیسی تحریف کرتے ہین۔ کیونکہ اسی کتاب التفسیر مین اسی ایک روایت کو دوسری جگہ لکہا جسمین پہلے سے ابہام ابوطلحہ اور ہلال

فلان کو شراب پلا رہے تھے کہ کسی نے آکر خبر دی شراب حرام ہوگئی۔ دوسری روایت مین کسیکا نام نہین۔ اور یہ بیان ہے کہ منادی کی آواز ابوطلحہ نے سنی اور ہمکو حکم دیا کہ جاکر دیکھو یہ کیسی آواز ہے ہمنے آکر بیان کیا تو حکم دیا کہ شراب گرادو۔
اسکی تاویل جو اکرودی نے یہ کی کہ اوس آنے والے نے انس کو خبر دی اور انس نے قوم کو خبر دی۔ مگر یہ ایسی تاویل ہے کہ تحریف سے بھی بدتر ہے۔ اسیوجہ نے ابن التین نے کہا نص حدیث کے بالکل خلاف ہے کیونکہ نص صریح تو یہ ہے کہ آنے والے نے قوم کو خبر دی پھر یہ کہنا کیونکر درست ہوسکتا ہے کہ اوسنے انس کو خبر دی اور انس نے قوم کو۔
یہ اعتراض بربنا اسکے ہے کہ تسلیم کرلیا جائے کہ منادی وہ شخص ہو جسنے آکر خبر دی حالانکہ ظاہر حدیث کہہ رہا ہے کہ منادی اور آنے والا شخص جس نے خبر دی۔ دو ہین کیونکہ جس حدیث مین آنیوالے کی خبر درج ہے اوس سے کسیطرح یہ نہین معلوم ہوتا کہ وہ منادی تہا۔ تنوین تنکیری ہے جس سے کسی آنے والی کی خبر معلوم ہوئی۔ اور دوسری روایت مین منادی کی خبر دینا قوم کو نہین معلوم ہوتا۔
اس سے زیادہ لطیف جواب ابن حجر ہے جسمین اسکو تو وہ تسلیم کرتے ہین کہ مخبر دوسرا ہے منادی دوسرا مگر یہ بات بناتے ہین کہ جب انس نے منادی کی خبر دی تو منادی بہی وہان پہونچ گیا اور اوسنے خبر دی۔ حالانکہ روایت سے کسی طرح اسکا پتہ نہین چلتا کیونکہ پہلی روایت مین مخبر دوسرا شخص ہے۔ اور دوسری روایت مین منادی کی خبر ہے کہ ابوطلحہ نے آواز سنی اور انس کو بھیجا تو ابن حجر کا یہ قول کہ منادی نے مشافہۃً آکر قوم کو خبر دی یقینا غلط ہے کیونکہ منادی کا انکے پاس آنا تو کسی طرح ثابت نہین کیونکہ جسمین منادی کی خبر درج ہے اوسمین انس کو حکم دیا گیا ہے جاکر دیکھو یہ کیسی آواز ہے۔ انس باہر گئے ہین اور منادی کی خبر لائے ہین نہ یہ کہ منادی انکے پاس آیا ہو۔
پھر بتائیے کہ جب بخاری حدیث کو اسطرح غارت کرنے پر آمادہ ہون۔ اور شراح اسطرح

ثابت بنانے پر آمادہ ہوں تو رسول اللہ کی حدیث صحیح کیسے معلوم ہو سکتی ہے۔ اور
ان احکام پر اطلاع کیونکر ممکن ہے۔

بہرحال یہانتک تو بخاری صاحب کی حرفت و ایمانداری دکھائی گئی کہ کسطرح حدیثوں کو
وہ غارت کر رہے ہیں کہ ایک حدیث کو جو دو چار سطر کے اندر رکھ کر لاتے ہیں تو اوسکی کیا
گت بناتے ہیں اور جب زیادہ تفاوت ہوتا ہے تو کیا حالت ہوگی۔ کیونکہ اسی ایک حدیث
کو کتاب التفسیر میں دو مرتبہ دیکھ چکے کئی رنگ بدل چکا ہے۔ اب آئی کتاب الاشربہ
والی روایت پر۔ جس کو ہمنے یہاں ابتدا میں لکھا ہے کہ یہ بھی وہی روایت ہے جو انس
سے منقول ہے۔ پہلی روایت میں تو کسیکا نام نہیں دوسری روایت میں صرف
ابوطلحہ کا نام ہے اور فلانا فلانا۔ اس تیسری روایت میں ابوعبیدہ جراح (مہاجرین
اولین سے) ابوطلحہ۔ ابی بن کعب کا نام ہے۔ اس روایت کی شرح میں ابن حجر لکھتے
ہیں۔ کہ ابوعبید جراح مراد ہیں۔ اور ابوطلحہ کا نام زید بن سہل ہے جو ام سلیم کے شوہر
تھے۔ اور ام سلیم۔ انس کی ماں ہیں۔ اور ابی بن کعب۔ اس روایت میں انہیں
تین آدمیوں کے نام پر اقتصار کیا گیا ہے۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ ابوطلحہ کے تو گھر کا یہ واقعہ ہے
اور ابوعبیدہ کی شرکت اسوجہ سے ہوئی کہ اونمیں اور ابوطلحہ میں رسول اللہ نے
مواخات کی تھی (لہذا بھائی کے ساتھ اگر شرابخواری نہ کی جائے تو کیسی ؟) اور ابی
بن کعب کی تصریح اسوجہ سے ہے کہ وہ سردار انصار تھے اور راوی کے عالم۔

ابن حجر لکھتے ہیں وسیاتی بعد ابواب من روایۃ ہشام عن قتادہ عن
انس انی لاسقی اباطلحہ و ابادجانہ و سہیل بن بیضا و لمسلم من
طریق سعید عن قتادہ نحوہ و سمی فیہم معاذ بن جبل و لاحمد عن یحیٰ
القطان عن حمید عن انس کنت اسقی اباعبیدہ و ابی بن کعب و سہیل
بن بیضاء و نفرا من الصحابۃ عند ابی طلحہ۔

کہ قریب دوسری باب میں بروایت ہشام کہ انس کہتے ہیں ہم شراب پلا رہے تھے ابوطلحہ
ابودجانہ۔ سہیل بن بیضا کو۔ اور روایت مسلم میں بطریق سعید عن قتادہ وارد ہے

کہ او سمین معاذ بن جبل بھی تھے اور بروایت احمد حنبل ابو عبیدہ - ابی بن کعب سہیل بن بیضاء اور چند نفر اصحاب تھے نزدیک ابوطلحہ کے -

یہان اسقدر عرض کردینا ضروری ہے کہ انلوگون مین ابو عبیدہ - معاذ بن جبل خاص طور سے قابل لحاظ ہین - کیونکہ خلافت اول مین ابو عبیدہ ہی اور عمر صاحب تھے جنہون نے خلیفہ اول کی خلافت کو قائم کیا - اور خلیفہ دوم نے مرتے وقت فرمایا کہ اگر ابو عبیدہ زندہ ہوتے تو ہم اونکو خلیفہ کرتے - اگر معاذ بن جبل زندہ ہوتے تو ہم اونکو خلیفہ کرتے حالانکہ معاذ قبیلہ انصار سے تھے جنکو حسب حدیث الائمۃ من قریش خلافت نہین پہونچ سکتی - مگر خلیفہ دوم کے ہم نوالہ ہم پیالہ رہنیکا یہ نتیجہ ہوا کہ مرتے وقت اونکا نام لیا جاتا ہے کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو ہم اونکو خلیفہ کرتے جس سے آپ اس نتیجہ پر بدیہی طور سے پہونچ سکتے ہین کہ شرابخوارون نے اہلبیت رسولؐ کو خلافت سے محروم کیا

بہر حال ابن حجر لکھتے ہین ووقع عند عبد الرزاق عن معمر بن ثابت و قتادہ وغیرہما عن انس ان القوم کانوا احد عشر رجلا وقد حصل من الطرق التی اوردتہا التسمیہ سبعۃ منہم وابہمہم فی روایۃ سلیمان التیمی عن انس وہی فی ہذا الباب ولفظہ کنت قائما علی الحی اسقیہم عمومتی وقولہ عمومتی فی موضع خفض علی البدل من قولہ الحی واطلق علیہم عمومتہ لانہم کانوا اسن منہ ولان اکثرہم من الانصار ومن المستغربات ما اوردہ ابن مردویہ فی تفسیرہ من طریق عیسی بن طہمان عن انس ان ابا بکر و عمر کانا فیہم وہو منکر مع نظافۃ سندہ و ما اظنہ الا غلطا

وقد اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ فی ترجمۃ شعبۃ من حدیث عائشۃ قال حرم ابو بکر الخمر علی نفسہ فلم یشربہا فی جاہلیہ و لا اسلام ویحتمل ان کان محفوظا ان یکون زار ابو بکر و عمر اباطلحہ فی ذلک الیوم و لم یشربا معہم ثم وجدت عند البزار من وجہ آخر عن انس قال

مولوی ثناء اللہ صاحب کی راستبازی

جو تمھاری طرح تمسے کوئی جھوٹے وعدے کرتا
تمہیں منصفی سے کہدو تمہیں اعتبار ہوتا

صفر کی بائیسوین تاریخ ہے اور شام کا وقت ہے اور مین دریا کنارے گلزار باغ جہاز اسٹیشن پر اپنے ایک خاص عزیز کو (جو حج سے واپس آئے تھے) رخصت کرنیکی غرض سے گیا ہون وہان سے پلٹتا ہون اور سات بجنے کے بعد مدرسہ کے احاطہ مین پہونچتا ہون اور یہ خبر معلوم ہوتی ہے کہ نواب ابوصاحب رئیس گلزار باغ پٹنہ تشریف لائے ہین اور اونکے علاوہ چند حضرات اور بھی آئے ہوئے ہین یہ سنکر مین اپنے قیام گاہ پر آتا ہون اور اپنے معزز دوست مولانا سید سبط حسن صاحب کو جو ایک روز قبل سے تشریف رکھتے ہین اور نواب ابوصاحب موصوف اور اپنے خاص دوست سید محمد اسحاق صاحب اور پانچ اجنبی آدمیون کو اپنے کمرے مین موجود پاتا ہون مین بیٹھتا ہون اور بیٹھتے ہی مذہبی چھیڑ چھاڑ شروع ہو جاتی ہے (جسکو مین آئندہ عرض کرونگا) مجھے اس تحریر سے نہ بحث کرنی منظور ہے نہ جھگڑا بلکہ صرف اتنا دکھلا دینا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اہلحدیث اوس واقعہ کے بیان کرنے مین کتنا سچ بولے اور اسکی تصدیق ان کے ساتھی حضرات سے بھی چاہتا ہون اور اوسکے بعد پھر موقع موقع پر ایک آیت کی تلاوت کرتا جاؤنگا۔

یہ واقعہ جسدن کا ہے اوسی دن میرے احباب نے مجھسے اصرار کیا تھا کہ تم اس واقعہ کو من وعن لکھکر شایع کر دو مگر مین نے عمداً اس سے پہلوتہی کی تھی اور اسکو معمولی بات ناقابل اعتنا سمجھکر ٹال دیا تھا مگر یہ نہ سمجھا تھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ماشاءاللہ حق سے کنارہ کشی مین مشاق ہین کہ دور روز کے واقعہ کو یون غلط بیان کرینگے جس سے مجھے اسکا یقین ہو گیا کہ انکے پیشواؤن نے اگر خم غدیر کے واقعہ کو ڈھائی مہینے کے اندر غلط کہلا دیا اور اوسکو جھوٹھا دکھایا تو کوئی تعجب کی بات نہین ہے کیونکہ یہ تو ان حضرات کے بائین ہاتھ کا کھیل ہے۔

آج تیرہوین ربیع الاول دوشنبہ کو اہل حدیث کا پرچہ نظر پڑا جسمین "میر اسغر" کی ہمرہی سے عظیم آباد پٹنہ کی حالت لکھتے ہوئے اس واقعہ کو تحریر فرماتے ہین مجھے صرف مولوی ثناء اللہ صاحب کی راستگوئی دکھانا ہے اور یہ بھی دکھلا دینا ہے کہ یہ لوگ خواہ مخواہ کی چھیڑ کیونکر نکالتے ہین۔ مین ادن حضرات اہل تشیع سے بھی اون اقوال کا داد طلب ہون جو یہ ہمیشہ فرمایا کرتے ہین کہ اصلاح و شیعہ خواہ مخواہ کی چھیڑ نکالتے ہین جھگڑون کی ابتدا ہوتی ہے حالانکہ اسکی خبر نہین کہ شیعہ کبھی اپنی طرف سے ابتدا نہین کرتے بلکہ ہمیشہ ان حضرات اہلسنت کے اعتراضات اور یاوہ سرائیون کا جواب دیتے ہین شیعون کی طرف سے نہ کبھی جھگڑے ابتدا ہوتی ہے نہ ہوگی مگر بات تو یہ ہے کہ شیر ہزار کج و کاواک رستے کو چھوڑ سیدھے رستے ٹھنڈے ٹھنڈے چلے مگر خواہ مخواہ چھیڑنے والے جانور بغیر چھیڑے نہین مانتے اور پھر شیر کو انکو کچھ نہ کچھ چشم نمائی کی ضرورت پڑتی ہی ہے۔

اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کو شوق ہے تو بسم اللہ میدان ہین آئین تقریراً یا تحریراً جسطرح چاہین مناظرہ کرلین اور مین اسی آیت انما ولیکم اللہ و رسولہ الخ سے بلافصل علی ابن ابی طالبؑ کو ثابت کر دونگا اور اوسوقت مین یہ بتا دونگا کہ جسطرح اوسدن شب کو میدان ہمارے ہاتھ رہا اور مولوی صاحب وقت کی تنگی آواز کی خستگی کا گرم پانی پینے پر بھی عذر بار کرکے بھاگتے نظر آئے اور ایسے محترم بزرگ (مولوی سبط حسن صاحب) جو اُنسے مولوی فاضل کے امتحان مین بدرجہا افضل و اعلی تھے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کا تبرتوجہ دھواں تہا اور انکا پانچوان اپنے کھسیانے پن مین نوآموز کہنے لگے ع باین عقل و دانش بباید گریست ؎

اور مین ہرچند پکارا کہ مولوی صاحب ابھی تشریف رکھئے ابھی تو آپسے باتین ہی کیا ہوئین مگر مولوی صاحب غنچہ تکرار ادتنے ہی دیر کی تقریر مین سمجھ لیا تھا کہ یہ نرم چارہ نہین ہے کہ کھانا اور چلتے پھرتے نظر آئے اسکے بعد اپنی خجالت مٹانے کے واسطے آپنے اپنے اخبار مین یون گوہر فشانی کی ہے۔ مگر مولوی صاحب کو یاد رکھنا چاہیے کہ مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد ع اب پچھتائے کیا ہوت ہے جب چڑیان چگ گئین کہیت۔

پہلے مین مولوی صاحب کے جملونکو نقل کرکے اون کی راستبازی اور صدق بیانی
کی داد دیتا ہون اوسکے بعد جو تقریرین فیمابین ہوئی تہین مین وہ عرض کرودنگا
مگر قبل اسکے اتنا بیان کردینا ضروری سمجہتا ہون کہ مولوی صاحب کو میرے پاس تشریف
لانیکا آخر باعث کیا ہوا۔ اوسکی وجہ بیان کردینے سے ناظرین کو اس تقریر کا زیادہ لطف
آئے گا وہ یہ ہے کہ مولوی عبدالہادی صاحب جو غالبًا موتہاری کے مدرسہ کے مدرس ہین
ایک مرتبہ اوس اسٹیمر پر جو پٹنہ شہر سے پلہیزا گہاٹ جاتا ہے اور مین بقصد مظفرپور اتفاقًا
اوسپر سوار تھا اور مجھسے ایک دوسرے شخص سے تبرا کے بارہین گفتگو ہورہی تہی کہ آپ
دخل در معقولات کرتے ہوئے دہنس پڑے اور مجھ سے باتین ہونے لگین اوس تقریر مین
کچھ ایسے شرمندہ ہوئے تھے کہ مجھسے میرے قیام کا پتہ و نشان پوچھ لیا تھا اب اتنے عرصہ کے بعد
جو مولوی ثناء اللہ صاحب کو اپنے خیال مین ایک بڑا آدمی سمجھا تو اپنی خجالت مٹانے کیواسطے
اپنا پشت و پناہ بنا کر لے آئے مگر افسوس یہ پشت پناہ بھی کام نہ آئے اب اونکے جملون کو
اور اون کی صدق بیانی کو ناظرین ملاحظہ فرمائین۔

طبیعت کا شوق ہوا کہ پٹنہ کے مشہور مدرسہ سلیمانیہ مین چلکر شیعہ علما سے ملین۔ شوق ذوق
تو تہین ہوا مولوی عبدالہادی صاحب آپکو اوبھار کر اپنی خجالت مٹانے کے واسطے لائے
تھے۔ مگر افسوس یہ تمنا بر نہ آئی۔

چنانچہ ہمراہی مولوی عبدالسلام صاحب و عبدالہادی صاحب بعد مغرب مدرسہ مذکورہ
مین پہونچے۔ سبحان اللہ جب کل کے واقعہ کی نسبت آپکے حافظہ کا یہ حال ہے تو تیرہ سو برس
کے واقعات مین معلوم نہین آپ کیا کرتے ہونگے۔ ابھی حضرت آپ کے ساتھ چار بزرگ تھے
اب یاد آیا؟

مدرسہ کے مدرس اعلی مولوی قربان علی صاحب (فرمان علی) کے پاس مولوی سبط حسن
صاحب موجود تھے۔ کیا کہنا ہے اس راستگوئی کے صدقے اگر کہئے تو ایک آیت پڑہ دون
جو آپ سمجھ گئے ہونگے مین اوسوقت کہان موجود رہتا اوسوقت تو صرف نواب ابو صاحب
اور مولوی سبط حسن صاحب اور سید محمد اسحاق صاحب وہان موجود تھے۔

معمولی مزاج پرسی کے بعد مین نے گفتگو شروع کردی - یہی غلط ہے مزاج پرسی وغیرہ کیسی صاحب سلامت تو البتہ ضرور ہوئی تھی اور کچھ بھی نہیں -

شیعہ سنی مین مشترک ماہیت اور متفق علیہ کتاب قرآن مجید ہے - ہان جناب یہ تو سچ کہا آپ نے واقعی اپنی تقریر مین شیعہ سنی کی مشترک ماہیت قرآن مجید کو قرار دیا تہا اور اب بھی آپ اوسی پر اڑے ہوئے ہین شیعہ سنی کے مصداق خواہ اشخاص ہون یا مذہب مگر قرآن مجید ان دونون مین سے کسی کی ماہیت مشترکہ نہین ہوسکتی یہ آپکی نئی منطق ہے جسپر آپکے ساتھی مولوی صاحبان نے آپکی منطقیت پر کمال حیرانی اور سرور ظاہر کیا تھا۔ اور آپکو اہلحدیث کا یکتا معقولی مانا تھا اب ہم بھی آپکی منطقیت پر صاد کرتے اپنے صرف اتنی چالاکی تو ضرور کی ہے - کہ اوسوقت شیعہ سنی کی مشترک ماہیت فرمایا تہا اور اب شیعہ سنی مین مشترک ماہیت فرماتے ہین۔ مگر یہ چالاکی کچھ کام نہ آئیگی -

برو این دام برمرغ دگر نہ   کہ عنقا را بلند است آشیانہ

جب آپ یکتا معقولی ہین ایسے تو معلوم نہین دوسرے کیسے ہونگے

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

آپ نے یہ ضرور کہا تہا اور مولوی سبط حسن صاحب نے اسپر تعرض بہی کیا تہا اور مینے اسکو سبقت لسانی پر محمول کرکے اس سے تعرض کرنا مناسب نہ سمجھا تہا اور مولوی صاحب کو باز رکہا تہا -

مناسب ہے کہ شیعہ سنی کے مسائل اختلافیہ کا فیصلہ اسی کتاب (قرآن) سے ہوجاے سبحان اللہ آپ بہی کسقدر سچ بولتے ہین حضرت اتنا جلد بہولے یا عمداً آپنے اپنی عیب پوشی کیواسطے باقی کو قلم انداز کردیا اچھا اب سنئے آپ نے یہ فرمایا تہا کہ شیعہ سنی مین اختلاف صرف مسئلہ خلافت مین ہے اور اسکو قرآن ہی سے فیصل ہونا چاہیے جسپر مینے تعرض بہی کیا تہا کہ مابہ الاختلاف صرف خلافت نہین ہے بلکہ توحید سے لیکر قیامت تک بہت سے مسائل مین اختلاف ہے - مگر آپ تو اخفاے حق مین مشاق ہین آخر یہان بہی وہی کر گذرے کیا کیجیے گا - العادۃ کالطبیعۃ الثانیۃ

مولوی قربان علی صاحب نے جواب مین قرآن مجید کو مدار کار مانا اور آیہ انما ولیکم اللّٰہ بلکہ پڑھی سو اسمین بھی آپ کچھ نہ کچھ جھوٹ بول ہی گئے مینے ہرگز مدار کار نہین مانا تھا ہان اگر یہ کہئے تو صحیح ہے کہ مین نے آپکے قول کو تسلیم کر لیا تھا اور کوئی نقض او سپر وارد نہین کیا تھا اور آپ ہی کے قول کی بناپر اثبات خلافت مین یہ آیت پیش کی تھی۔ اور آپ کی فرمایش سے وجہ استدلال اور شان نزول بھی بیان کر دیا تھا۔

فرمایا کہ اسمین ذکر ہے کہ جو لوگ رکوع مین زکوۃ دیتے ہین وہ تمہارے ولی ہین سبحان اللہ میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو جو مینے وجہ استدلال اور شان نزول بیان کیا تھا اور جس عنوان کا ترجمہ کیا تھا اون سب کو تو آپ کہا گئے اور صرف ایک جملہ اپنی طرف سے میرے نام سے گڑھ کر لکھ مارا۔

شیعہ سنی دونون کا اسپر اتفاق ہے کہ جناب علی مرتضیٰ نے انگوٹھی سائل کو دی تھی مینے کہا سنیون کا تو نام نہ لیجئے۔ وہ تو اس روایت کو موضوع (جھوٹی) بتلاتے ہین۔ واقعی آپ بھی کسقدر سچے ہین کوئی جملہ بھی پورا پورا سچ نہین بولتے آپنے تو صرف علامہ ابن تیمیہ کا نام لیا تھا کہ وہ اس روایت کو موضوع بتلاتے ہین۔ اور آج آپ فرماتے ہین کہ سنیون کا تو نام نہ لیجئے جسطرح آپ اس نقل مین سچے ہین اوسی طرح آپ اپنے قول مین بھی سچے ہین۔ اگر آپ میدان مناظرہ مین تشریف لائیگا تو مین بتا دونگا کہ کتنے سنی اسکے قائل ہین ملاحظہ ہو منہاج السنۃ۔ یہ آپ اب فرما رہے ہین جسکے جواب مین مین عرض کرونگا کہ برکلہ خود باید زد اوسوقت تو آپنے اس کا نام ایک حرف بھی اپنی زبان پر جاری نہ کیا تہا اسپر بھی اگر نہ مانئے تو مین پھر وہی آیت پڑھونگا۔

علاوہ اسکے آیت جملہ اسمیہ ہے جو وقت نزول سے انتہا کے مدت تک اپنا حکم دیتا ہے

پس آیت کے معنی (حسب قول شیعہ) یہ ہوئے وقت نزول آیت حضرت علی خلیفہ تھے

حالانکہ اوسوقت جناب رسول زندہ تھے اور خلافت کے مفہوم مین بعدیت ماخوذ ہے جملہ اسمیہ والا جملہ تو آپنے بیشک فرمایا تہا اور شاید آپ عمر بھر مین یہی ایک سچ بولے ہین۔ مگر آپنے یہ ہرگز نہین فرمایا تہا کہ وقت نزول آیت کے حضرت علی خلیفہ تھے آپنے

کیا کہا تہا وہ مین بعد کو عرض کرتا ہون -

اس تقریر کو خود منطقی طریقہ سے ادا کیا - کیون نہو آپ ہین بھی تو بڑے منطقی مولوی فاضل پاس کر چکے اور وہ بھی چودھوین نمبر پر پھر آپکے منطقی ہونے مین کیا شبہ ہو سکتا ہے جب ہی تو آپ اپنے مولوی صاحبان کے نزدیک یکتا معقولی قرار پائے - اور شیعہ سنی کی مشترک ماہیت قرآن کو قرار دیدیا -

تو مولوی صاحب موصوف نے فرمایا کہ ہان اوسوقت بھی علی واجب الاتباع تھے - بیشک مینے یہ جملہ ضرور کہا تھا - مگر اسکے ساتھ کچھ اور کہا تہا یا نہین اوسکو آپنے اپنی نیک نیتی اور دیانت سے قلم انداز کر دیا - آپ تو ضرور فقط لاتقربوا الصلوۃ پر عمل کرتے ہونگے اور انتم سکاریٰ کو غائب -

مین نے کہا کیا بحیثیت خلافت کے واجب الاتباع تھے؟ کیا خلیفہ من حیث الخلیفہ ہونیکے قبل از نصب اور بعد از عزل بھی واجب الاتباع ہوتا ہے - مولوی صاحب آپنے جھوٹ بولنے مین ماشاء اللہ اچھا ملکہ پیدا کیا ہے - حیثیت کی قید تو مولوی سبط حسن صاحب کی سوجھائی ہوئی آپ کو سوجھی تھی - تقریر کے وقت تو ہرگز یہ الفاظ آپکی زبان سے نہ نکلے تھے اور اگر میرے کہنے مین کچھ شک ہو تو مین پھر وہی آیت پڑھونگا جسمین کچھ جھوٹون کی مدح خوانی ہے -

مولوی صاحبنے کہا ہان ہوتا ہے - سبحان اللہ مینے یہی کہا تھا افسوس کہا تک وہ آیہ پڑھون مگر فضل خدا سے آپ اپنی عادت سے باز نہ آئینگے - ع میرے شیر شاباش رحمت خدا کی -

مگر جھوٹ سے دوسرے مولوی صاحب (سبط حسن) نے اوسکی تلقین یا تائید کی - ماشاء اللہ آپکا قلم ہے یا کیا کسی جگہ قرار ہی نہین لیتا - جھوٹ کا طوفان ہے کہ امڈا آتا ہے مگر آپ ایسے غیرت دار ہین کہ ڈوب بھی نہین مرتے مولوی صاحب نے نہ تلقین کی تہی نہ تائید - اور یہ جھوٹ سے بلکہ ہم لوگون کی طولانی تقریر کے بعد یہ البتہ کہا تہا جسکو آپ خود آگے نقل کرتے ہین کسان نیچے دروغ گو را حافظہ نباشد آپ ہی کے واسطے موضوع ہوا ہے -

کہ آپ (مولوی فرمان علی صاحب) مان لیجیے کہ بعد عزل خلیفہ بحیثیت خلافت واجب الاتباع

نہیں رہتا مگر بحیثیت ولایت رہ سکتا ہے اس مین بھی آپ اپنی راست گفتاری سے باز نہ آئے مولوی سبط حسن صاحب نے یہ البتہ ضرور کہا تھا ان عزل الخلیفۃ فانہا لیس بواجب من ھذہ الجہۃ آپنے اس جملہ شرطیہ کو سالبہ جملیہ بنا لیا کیون نہو آپ منطقی بھی تو بڑے ہین اور سچے تو اعلی درجہ کے ہین پہلا خلیفہ اور عزل کرنا کب ممکن ہے۔

ہمنے کہا بس اب تو مطلع بالکل صاف ہے معلوم ہوا کہ ولایت و خلافت دو جدا جدا مفہوم ہین ہان بیشک آپنے یہ کہا تھا مگر مجھے حیرت ہے کہ آپ سچ کیونکر بول بیٹھے ہان صحیح تو ہے النادر کالعدم

مولوی سبط حسن صاحب نے تسلیم کیا کہ ہان ولایت عام ہے۔ یہان بھی آپ ہی چال چلے لاتقربوا الصلوۃ کو پڑھا اور انتم سکاری کو چھوڑا۔ مولوی سبط حسن صاحب نے یہی کہا تھا۔ مگر مصداقاً دونون ایک ہین۔ اسکے بعد جو کچھ آپنے تحریر فرمایا ہے یہ محض آپکی اب لن ترانی ہے اوسوقت تو یہ سب آپنے کچھ بھی نہین کہا تہا۔ اور اسکے جواب مین مین برکل خود باندازہ عرض کرونگا۔

اسپر دونون صاحب کھسیانے ہوئے تو ہم نے سلام عرض کرکے رخصت حاصل کی۔ یہ تو آپ کا دل ہی جانتا ہوگا جیسے کھسیانے ہوئے اوٹھے تھے اب آپ جو فرمائے ع چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد۔

دوسرے روز دونون صاحب اپنی اخلاقی جرات سے ملاقات و بازدید کو جلسہ گاہ مین تشریف لائے۔ بازدید کو تو خیر کیا تھا ہی مگر یہی مقصود تھا کہ دروغ گورا تا بدر خانہ رسانید۔ مگر افسوس آپ جلسے مین تھے اونکھے اسکی پہلے سے خبر تھی۔

جسکے لئے ہم اونکے مشکور ہین۔ اہاہا آپنے مشکور کا لفظ کس موقع سے صرف کیا ہے یہ بھی آپکی عربیت کی دلیل ہے۔

اب ناظرین سمجھین کہ مجھسے اور مولوی ثناء اللہ صاحب سے کیا باتین ہوئین۔ اتنا تو آپ سن چکے کہ جب یہ حضرات آئے ہین تو مین موجود نتھا جب مین آیا تو یون سلسلہ

کلام شروع ہوا۔

نواب الو صاحب۔ (مجھے دیکھکر لیجئے وہ خود آگئے سب حضرات نے میری آمد پر از راہ عنایت تعظیم کو اوٹھے مین بھی سلام کہکے بیٹھ گیا۔

مولوی عبدالہادی صاحب (جو مولوی ثناء اللہ صاحب کو اپنی خیالات مٹانے کے واسطے لائے تھے میری طرف مخاطب ہو کر کہا آپ مجھے تو پہچانتے ہونگے۔

مین۔ اچھی طرح تو نہین پہچانتا۔

مولوی عبدالہادی صاحب۔ آپ سے مجھسے جہاز پر ملاقات ہوئی تھی۔

مین۔ ہان ہان یاد آیا بیشک مینے پہچانا۔ اسکے بعد دو تین منٹ تک کچھ رسمی باتین بان وغیرہ کے متعلق ہوئین اوسکے بعد

مولوی ثناء اللہ صاحب۔ (اور مین اوسوقت تک ان سے واقف نہین ہون) مینے آپکی تعریف بہت سنی ہے۔ اور آپکے علم و فضل کا بہت شہرہ ہے۔

مین۔ مین تو کسی قابل نہین ایک طالب العلم ہون۔

مولوی ثناء اللہ صاحب۔ خیر اسوقت اسلئے آیا ہون کہ آپسے کچھ علمی باتین کرون۔

مین۔ بسم اللہ۔

مولوی ثناء اللہ۔ اس مین شک نہین کہ شیعہ و سنی کی مشترکہ قرآن ہے۔

مولوی سبط حسن صاحب۔ این یہ ماہیت مشترکہ کیسی۔

مین۔ خیر جانے دیجئے یہ کوئی بات نہین۔

مولوی ثناء اللہ صاحب جناب۔ یہ ادب مناظرہ کے خلاف ہے آپ ایک صاحب گفتگو کرین مین آپسے مخاطب ہون آپ ہی جواب دین۔

مین۔ اچھا جناب آپ فرمائے مین ہی جواب دونگا آپ نہ بولین گے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب۔ مین ثابت کرونگا کہ ماہیت مشترکہ کہنے مین کوئی مضائقہ نہین۔

مین۔ خیر آپ ثابت کیجئے گا۔ یہ کوئی تعرض کی بات نہین ہے۔ آگے جو فرمانا ہے فرمائے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب۔ تمام فرق اسلام قرآن کو اپنا متمسک قرار دیتے ہین۔ اور

اس مین تمام احکام موجود ہین۔ مین۔ متمسک تو قرار دیتے ہین اور تمام احکام بھی ہون مگر سب صراحتاً نہین ہین۔ بلکہ بہت سے اجمالاً اور بہت سے کنایۃً۔ **مولوی ثناء اللہ صاحب**۔ اوس شیعہ سنی مین مابہ الاختلاف صرف مسئلہ امامت ہے۔ **مین**۔ صرف مسئلہ خلافت ہی مابہ الاختلاف نہین ہے بلکہ من التوحید الی المعاد بہت سے مسائل مین اختلاف ہے۔ **مولوی سبط حسن** (مجھسے) خیر اسوقت مان لیجیئے کہ اسی مین اختلاف ہے۔ **مین**۔ اچھا جناب بہتر آگے فرمایئے **مولوی ثناء اللہ صاحب**۔ مین چاہتا ہون کہ کوئی آیت ثبوت خلافت بلافصل مین پیش کیجیے **مین**۔ اہل تشیع ثبوت خلافت بلافصل علی بن ابی طالب مین بہت سی آیتین رکھتے ہین منجملہ اونکے ایک یہ آیت ہے۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون اس آیت کا ترجمہ تو آپ جانتے ہی ہین شان نزول مین بھی غالباً آپکو اختلاف نہوگا۔ **مولوی ثناء اللہ صاحب**۔ آپ بیان فرمایئے **مین**۔ ترجمہ تو یہ ہے کہ تمہارا حاکم اور سرپرست صرف خدا اور اوس کا رسول ہے۔ وہ لوگ جو ایمان لائے ہین۔ اور نماز کو برپا رکھتے ہین۔ اور حالت رکوع مین زکوٰۃ دیتے ہین۔ شان نزول مین ایک قریب قریب کل مفسرین کا اتفاق ہے کہ علی بن ابیطالب کی شان نازل ہوا ہے۔ **مولوی ثناء اللہ صاحب** یہ تو غلط ہے ہم اہلحدیث کے بڑے بزرگ علامہ ابن تیمیہ کا قول ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے کہ علی بن ابیطالب کی شان مین آیت نازل ہوئی۔ خیر آپ وجہ استدلال بیان کیجیے۔ **مین**۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ خداوند عالم نے اس آیت مین حکومت کو اپنی ذات اور اپنے رسول اور راوان ایمان داروں مین جو حالت رکوع مین زکوٰۃ دیتے ہین منحصر فرمایا ہے۔ اور راوان ایمان داروں سے مراد (بقول مفسرین) علی بن ابی طالب ہین۔ پس حاکم ہمارے ان کے صرف یہی تین قرار پائے۔ اول خدا دوسرے رسول تیسرے علی بن ابی طالب۔ **مولوی ثناء اللہ صاحب**۔ یہ ظاہر ہے کہ یہ جملہ اسمیہ ہے۔ **مین**۔ ہان ہے۔ **مولوی ثناء اللہ صاحب**۔ اور جملہ اسمیہ ثبوت دوام پر دلالت کرتا ہے۔ **مین**۔ اچھا پھر (حالانکہ یہ قاعدہ خود بھی مسلم نہین) **مولوی ثناء اللہ صاحب**۔ تو ثابت ہوا کہ علی بن ابی طالب وقت نزول سے الی ابد الآباد واجب الاتباع تھے **مین**۔ ہان یقیناً

بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ اس سے بھی قبل سے واجب الاتباع تھے پھر اس میں خرابی کیا لازم آتی ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب۔ پھر اس سے خلافت ثابت نہیں ہوتی جس کا آپنے دعوی کیا تھا کیونکہ اسکے مفہوم میں بعدیت ماخوذ ہے۔ میں۔ ضرور خلافت ہی ثابت ہے مگر ہان بات یہ ہے کہ میری اور آپکی اصطلاح میں فرق ہے۔ تو بہتر ہے کہ پہلے خلافت کے معنی طے ہو جائیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب۔ تو بہتر بیان کیجیے۔ میں۔ آپکے یہان خلافت کے معنی یہ ہین کہ رسول کے بعد چند اشخاص کا اجماع کر کے کسیکو خلیفۂ رسول بنا لینا اور میرے خیال مین یہ صحیح نہین بلکہ۔ خلافت کے معنی یہ ہین کہ وہ ریاست عامہ جو بندونکے امور معاش و معاد کی اصلاح کے واسطے من جانب اللہ رسول کے جانشینی سے حاصل ہو۔

اور اس کا نفاذ پورا پورا عام طور پر اگرچہ رسول کے بعد ہوتا ہے مگر اسکے قبل بھی۔ واجب الاتباع ہے۔ مگر رسول کی موجودگی کی وجہ سے اوسکو اپنے احکام جاری کرنیکی ضرورت نہین ہوتی۔ اور اسکی حالت بعینہ کسی بادشاہ کے ولیعہد کی ہوتی ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب۔ تو ہم یہان ایک جملہ شرطیہ بناتے ہین ان عُزِل الخلیفۃ فاتباعہ لیس بواجب صحیح ہے یا نہین۔ (مگر ثناء اللہ بولنے مین عَزَلَ برابر بصیغہ معروف ہی بولتے ہے)۔ میں۔ صحیح نہین ہے اس کا مقدم و تالی دونون غلط ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب۔ کیا شرطیہ کی صحت مین مقدم و تالی کے صحت کی ضرورت ہے تو پھر قضیہ لوکان للہ ولد اً لکنا اول العابدین بھی غلط ہوگا۔ مین۔ نہین مقدم و تالی کے صحت کی ضرورت نہین بلکہ بین المقدم و التالی ایک علاقہ خاصہ جو تلازم پر دلالت کرے ضرور ہونا چاہیے اور بغیر اسکے شرطیہ صحیح نہین ہو سکتا اور یہان نہ مقدم و تالی صحیح ہے نہ دونون مین علاقہ مصححہ ہے۔

میری اتنی تقریر کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب نے فرمایا کہ مجھسے بات نہین کی جاتی آواز نہین نکلتی تھوڑا پانی لائیے۔ جب پانی دیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مین گرم پانی پیونگا۔ غرض پانی گرم ہو کر آیا اور آپ نے نوش کیا اور اتنی دیر تک کچھ سوچ ساچ کر پھر تیار ہوئے اور فرمایا

مولوی ثناء اللہ صاحب۔ توکیا خلیفہ بعد العزل بھی واجب الاتباع ہوگا۔ مین یقیناً
کیونکہ ہماری آپکی اصطلاح مین فرق ہے مین پہلے ہی عرض کرچکا کہ خلافت منصوص من اللہ
ہوتی ہے پھر آدمیون سے کسیکو اوسکے عزل ونصب کا اختیار نہین اس بنا پر خلیفہ کا معزول
ہونا محال اور جب مقدم محال ہوا تو بنا بر قاعدہ کلیہ المحال یستلزم المحال دوسرا
محال کوبھی مستلزم ہوگا۔ اس تقریر مین مجھسے اور مولوی ثناء اللہ صاحب سے کچھ دیر
تک گفتگو کا سلسلہ رہا۔ اور آپنے پھر آواز کی خستگی کا عذر بار دیگر پیش کیا۔
مولوی سبط حسن صاحب۔ (اجازت لیکر) مین دیکھتا ہون کہ آپ دونون حضرات
ایک منطقی مسئلہ مین اولجھے ہوئے ہین اور کوئی نتیجہ نہین نکلتا۔ لہذا مین اس سلسلہ کو قطع کرنے
کیواسطے عرض کرتا ہون کہ آپ (مین) صحیح مانکر جواب دیجیے۔ مین یہ نہین کہتا کہ
اگر غلط کہ رہا ہون تو مولوی ثناء اللہ صاحب فرماوین۔ مولوی سبط حسن صاحب
اچھا صاحب آپ نہ مانئے مین اسے مانکر آپکی طرف سے جواب دیتا ہون۔ ہان جب سے
اچھا مین مانتا ہون کہ یہ قضیہ صحیح ہے ان عزل الخلیفۃ فاتباعہ لیس بواجب
من ہذہ الجہۃ واما من جہۃ الولایۃ فاتباعہ واجب (اور اسکو
فی الجملہ بسط دیکر ثابت کیا) مولوی ثناء اللہ صاحب۔ تو اب میدان بالکل صاف
ہے اور کل مقصود صاف نظر آتا ہے جب یہ دونون مفہوماً جداگانہ ہین تو ولایت کے
ثبوت سے خلافت کیونکر ثابت ہوگی۔ مولوی سبط حسن صاحب۔ آپ کا کل مقصود
صاف نہین ہے اوس مین بہت سے کانٹے ہین اور مین دیکھ رہا ہون اور مین چکا
ولایت خلافت دو جدا مفہوم مین۔ دونون مین عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے
مفہوماً جدا ہون تو ہون مگر مصداقاً دونون ایک ہین۔ مولوی ثناء اللہ صاحب
(سے اس کا جواب تو بن نہ پڑا اور کھسیانے ہوکر بھاگنے کی تدبیرین کرنے لگے اور کھسیانے
ہوکر بولے) آپکے کل مقدمات بعض نظری نہین بلکہ صریحی البطلان ہین اور مین یہ دیکھتا
ہون کہ علماے شیعہ کی یہ عادت ہے کہ علوم معانی وبیان وغیرہ پر نظر ڈالکر اوسکے قاعدہ
سے گفتگو نہین کرتے فقط ادھر ادھر کی زبانی باتین کرتے ہین (اس قسم کے الفاظ اوبھی

بونے یہ آپکی تہذیب تھی - مین - یہ داب مناظرہ کے بالکل خلاف ہے - تہذیب کے میدان سے باہر نہ جایئے
مولوی ثناء اللہ صاحب - یہ کیا خلاف تہذیب بات کی یہ تو مناظرہ کی اصطلاح ہے - مین اصلاح
سہی مگر آخر انسانیت کوئی چیز ہے زہر مار کرنے اور نوش فرمانے کے ایک معنی ہین مگر پھر بھی کتنا فرق ہے
مولوی ثناء اللہ صاحب پھر مین کہان سے ایسے الفاظ لاؤن - مولوی سبط حسن مجھے
سیکھیئے اور جیسے الفاظ میری زبان سے نکلتے ہین او سیطح بولئے - اس قسم کی باتین ہوتی تہین کہ
مولوی سبط حسن صاحب نے فرمایا کہ شان نزول کے بارہ مین تو امام رازی نے بھی علی ابن ابیطالب
ہی کو لکھا ہے اوسپر مولوی ثناء اللہ صاحب نے فرمایا کہ ہرگز نہین امام ایسے نہین ہین اگر امام نے
لکھا ہو تو مین شیعہ ہو جاؤنگا - ہون مگر اسپر بھی پھر قائم نہ رہے کئی بات بدلتے رہے - نواب ابو
صاحب - میرے خیال مین یہ بحث فضول ہے اس کا کوئی نتیجہ نہین - مولوی ثناء اللہ صاحب
اہل علم کے پاس اگر آخر علمی باتین نہون تو کیا پولٹیکل باتین کرون اچھا یہ ہے تو یہی سہی مین پولٹیکل
باتین کرنیکو بھی تیار ہون - مین - نہین جناب آپ علمی ہی باتین کیجئے - ہان مولوی صاحب کے
مقدمات کا جواب دیجئے - مولوی ثناء اللہ صاحب - مین ایسی باتون کا کیا جواب دون -
و قد بلغ حبابا فهو ابدا الكلام - مین اب جاتا ہون وقت زیادہ آیا میری آواز بھی کام
نہین دیتی - مین - ہان اس سے اتنا تو معلوم ہوا کہ آپ نے حمد اللہ پڑھی ہے معاف
کیجئیگا یہ اوس کلمہ کا جواب ہے جو آپنے علما شیعہ کی نسبت فرمایا تہا - ابہی جایئے کیون
ابہی تو آٹھ بجے ہین شہر مین ہین کچھ ویرانہ مین نہین ابہی تو آپ سے باتین ہی نہین ہوئین
مولوی عبد الہادی صاحب - نواب آپ دونون صاحب (مولوی ثناء اللہ صاحب
اور مین) بد تہذیب ٹھہرے اس کلمہ سے سب کو تعجب ہوا - اور نواب ابو صاحب نے
فرمایا کہ مین نے کہا تہا کہ آخر نتیجہ اس کا رنج ہے -

اسپر مولوی ثناء اللہ صاحب اوٹھ کھڑے ہوئے اور مین ہر چند روکتا رہا مگر نہ مانے اور چلنے پر
آمادہ ہوگئے - مین (بہت اصرار کے بعد) حضرت خیر آپ تو مانتے ہی نہین آپ تو جاتے ہی ہین
مگر اپنا اسم مبارک تو بتاتے جایئے - مولوی ثناء اللہ صاحب (کھڑے کھڑے) مبارک و
بارک تو ابہی نہین سمجھ بوجھ کے کیا کیجئےگا -

مین۔ جناب آخر آپ کا اس مین نقصان ہی کیا ہوتا ہے۔ **مولوی ثناء اللہ صاحب**۔ مجھے ثناء اللہ
کہتے ہین۔ مین امرتسر کا رہنے والا ہون۔ **مین**۔ آپ کا قیام یہان کہان ہے۔ **مولوی ثناء اللہ**
صاحب۔ اگر آپ آنیکا وعدہ فرمائین تو مین اپنے قیام کی جگہ بتادون ورنہ بیکار ہے۔ **مین**۔ یہ
تو پوچھا انکو کہنا تلازم ہے حضرت اس مین آپکا حرج ہی کیا ہے۔ **مولوی ثناء اللہ صاحب**
(اپنے ساتھی سے) بہئی مجھے تو یاد ہی نہین۔ بتادو بہتر کی مسجد مدرسہ۔

اسکے بعد آپنے کہڑے کہڑے مصافحہ کیا اور تشریف لیگئے۔ اور کہسیانے پن مین مولوی
سبط حسن صاحب کو نو آموز کہتے گئے۔۔

یہ ہے واقعہ جو ہمارے اونکے درمیان گذرا اور جسکے بیان مین مولوی ثناء اللہ صاحبنے اپنی
راست گفتاری اور دیانت کی داد دی ہے ہے۔

مجھے حیرت تو یہ ہے کہ اس مذہب کے جب اہل علم کی یہ حالت ہے تو اور لوگونکی کیا حالت ہوگی

گر ہمین مکتب است واین ملا۔ کار طفلان تمام خواہد شد

والسلام علی من اتبع الہدی۔ (فرمان علی مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ)

اصلاح مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اہلحدیث کو کذب و دروغ گوئی سے دوسرونکے لئے اسقدر
نفرت ہے کہ ہر جلسہ مین آپ اپنے بہائیون سے اسکا عہد لیتے ہین کہ جہوٹھ نہ بولینگے یہانتک کہ آپنے جو اپنے
وایسرائے ہونیکا پروگرام شایع کیا ہے اوسمین جہوٹھ بولنے والے کو سہ بیت (بید) تجویز کیا اور
آخر مین جلاوطنی کی سزا۔

لیکن بفات خاص اسقدر جہوٹھ بولنے مین مشاق ہین کہ اپنے جہوٹھ کو جہوٹھ ہی نہین جانتے
مولوی صاحبنے یہ سب تقریر تو کی مگر اسکو نہ بتایا کہ آخر یہ آیہ قرآنی صحیح ہے۔ یا غلط۔ بامعنی ہے
یا بے معنی۔ کوئی مفہوم بہی ہے یا نہین۔ جو خداوند عالم حصر کرکے فرماتا ہے کہ ولی تمہارا خدا و رسول
ہین اور وہ لوگ جو اقامہ صلوۃ کرتے ہین اور زکوۃ دیتے ہین حالت رکوع مین۔

اگر یہ قرآنی آیہ جو اسمعہ کوئی معنی رکہتا ہے تو ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اسپر ایمان لائے اور قبول
کرے کہ جاسے ولی یہی تین ہین خدا ورسول اور وہ شخص جو حالت رکوع مین زکوۃ دیتا ہے
جسکے بعد ہو سکوتہ دریافت کرنا ہوگا کہ وہ کون شخص ہے جسنے حالت رکوع مین زکوۃ دی تو دوسرا

کوئی استحقاق ولایت نہین رکھتا۔

پس اگر یہ حضرات اہلحدیث سے ہوتے جنکا معقولہ یہ ہے۔ اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن تو پہلے اس آیہ پر ایمان لاتے اور اوسکے مفہوم و مصداق کی تحقیقات کرتے۔ مگر رسول اللہ کی حدیث کیونکر غلط ہوسکتی ہو کہ حضرت نے فرمایا ہے یہ لوگ قران کو پڑہینگے مگر اونکے حلق کے نیچے نہ اوتریگا۔ جسکی تصدیق اسی سے ہوگئی کہ آپنے جملہ اسمیہ نکالکر کہ وہ دوام پر دلالت کرتا ہے اس آیہ کو غیر واجب التعمیل قرار دیا۔ اس سے بڑہکر آپکی ایمانداری کیا ہوسکتی ہے۔

اگر اس آیہ سے ولایت جناب امیرؑ بسبب جملہ اسمیہ ہونیکے نہین ثابت ہوتی تو پہر ولایت رسول اللہ بھی نہین ثابت ہوتی کیونکہ قرآن آپکے یہان قدیم ہے۔ جس سے حضرت کی ولایت بھی قدیم ہوئی۔ اور ولایت جناب رسالتمآبؐ کا قبل از بعثت کوئی قائل نہین۔ لہذ حسب تقریر آپکے اس آیہ سے ولایت رسولؐ و جناب امیرؑ دونو ساقط ہوئی۔ فافہم۔

اور چونکہ اس آیہ کریمہ کی پوری تفصیلی بحث کتاب بطشۃ الہیہ معروف بہ مناظرہ کلیمیہ مین ہوچکی ہے جسمین اون مفسرین کے تمام اقوال درج ہین جنہونے اسکا شان نزول بہ شان جناب امیرؑ لکہا ہے اور علمائے فرنگی محل نے جو جو تاویلین یا اعتراضات اسپر کیے ہین لہذا زیادہ لکہنے کی ضرورت نہین۔ کیونکہ یہ کتاب زبان اردو مین چہپ چکی ہے اور اسکی روشنی نے ایک عالم کو منور کردیا ہے۔ اگر مولوی ثناء اللہ یا کسی عالم سنی سے ہوسکے تو اوسپر تفصیلی بحث کرے جو محال ہے۔ پہر قدرت خدا دیکہیے کہ اصلاح کس طرح اظہار حق مین سعی کرتا ہے واللہ بالغ امرہ

(اڈیٹر)

پراسپکٹس شیعہ شوگر کمپنی لمیٹڈ لکھنو

سرمایہ

ایک لاکھ پچیس ہزار روپیہ باعتبار اضافہ منقسم بر بارہ ہزار پانچسو حصہ فی حصہ عـــہ

ڈائرکٹرس

(۱) عالیجناب مولانا السید نجم الحسن صاحب قبلہ (۲) عالیجناب مولانا السید آقا حسن صاحب قبلہ

(۳) جناب مرزا بہادر مرزا محمد عباس علیخان صاحب رئیس لکھنؤ (۴) جناب نواب مرتضی حسین خان صاحب متولی وقف میر باقر صاحب مرحوم لکھنؤ (۵) جناب نواب سید ظفر مرزا صاحب متولی درگاہ لکھنؤ (۶) جناب سید محمد اصغر صاحب لکھنؤ (۷) جناب مرزا محمد عسکری صاحب لکھنؤ (۸) جناب شیخ یوسف حسین خان صاحب بارسٹرایٹ لا لکھنؤ (۹) جناب راجہ سید ابوجعفر صاحب تعلقدار اکبرپور۔ فیض آباد (۱۰) جناب مفتی سید کلب حسین صاحب رئیس جونپور (۱۱) جناب پرنس غلام محمد شاہ صاحب بہادر۔ کلکتہ (۱۲) جناب سید قلندر حسین صاحب دسٹرکٹ انجینیر گجرانوالہ پنجاب (۱۳) جناب مفتی سید زین العابدین صاحب رئیس۔ جونپور (۱۴) جناب سید مہدی الزمان صاحب وکیل۔ الہ آباد (۱۵) جناب سید مظفر علی خان صاحب پریسیڈنٹ انجمن جعفریہ مظفر نگر (۱۶) جناب مرزا رستم علیخان صاحب ملک التجار۔ وائس پریسیڈنٹ انجمن مواعظ صادقہ لاہور۔ (۱۷) جناب سید عبداللہ خان صاحب رئیس جالندھر (۱۸) جناب سید مرتضی حسین صاحب انریری مجسٹریٹ۔ جولی (۱۹) جناب مولانا السید حشمت علی صاحب قبلہ سیالکوٹ (۲۰) جناب مرزا کاظم حسین صاحب محشر۔ لکھنؤ (۲۱) جناب سید باقر علی صاحب رئیس جالیس ضلع رائے بریلی۔

مینجنگ ڈائرکٹر

(۲۲) جناب سید حیدر مہدی صاحب تعلقدار علی نگر رئیس جرول۔ ضلع بہرائچ۔

مشیر قانونی

(۲۳) جناب سید شہنشاہ حسین صاحب۔ بی۔ اے۔ وکیل ہائیکورٹ۔ ڈائرکٹر۔ لکھنؤ

(۲۴) جناب نواب سید محمد آغا صاحب وکیل ڈائرکٹر۔ .. .. .. لکھنؤ۔

بنکرس

الہ آباد بنک لمیٹڈ لکھنؤ

رجسٹرڈ آفس لکھنؤ

باسمہ سبحانہ ولہ الحمد

ہندوستان میں صنعت و حرفت کی جانب جو خاص توجہ ہو رہی ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے ہر گروہ کے سربرآوردہ حضرات اسی فکر میں ہیں کہ اپنی قوم کی مالی حالت میں ترقی کریں

کہ کیا اسباب پیدا کئے جائیں اور کون کون تدبیریں اختیار کیجائیں۔ ہماری موجودہ گورنمنٹ اسپر آمادہ ہو کہ جو جائز مدد صنعت و حرفت کی ترقی کیلئے ممکن ہو دیجائے اگر ایسے موافق وقت میں بھی ہم لوگ کچھ نہ کریں تو یہ ہماری عین غلطی ہے۔

ہندوستان میں شیعہ بہت کم ہیں اور جو کچھ ہیں اونمیں اکثر کی مالی حالت اچھی نہیں ہے مگر ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ ہماری قوم مجموعی حالت کے لحاظ سے ایک محتاج قوم نہیں ہے تاہم ہم میں نسبتاً دولت کی بہت کمی نہیں ہے ہاں البتہ اتفاق کی کمی ہے اگر ہم بھی اپنی متفقہ کوششوں سے کوئی کام کریں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ اوسمیں پوری کامیابی ہو۔

آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا جلسہ اس سال حسب خوبی سے لکھنؤ میں ہوا اوسکی نظیر نہیں ہے اس سال کامیابی کا خاص سبب یہ تھا کہ علاوہ اور ضروری رزولیوشنوں کے ایک رزولیوشن صنعت و حرفت کے بابت بھی پاس ہوا اور رزولیوشن کا مطلب یہ تھا کہ ہم لوگ کچھ سرمایہ جمع کریں اور روپیہ ایسے کاموں میں لگایا جائے جسمیں زیادہ منافع ہو مثلاً شکر سازی صابون سازی۔ پارچہ بافی وغیرہ اور اوسکے منافع کا نصف حصہ قومی فنڈ میں رہے اور نصف حصہ داروں کو دیا جائے۔ قوم نے اس تحریک کی نہایت قدر کی اور تیس چالیس ہزار روپیہ کی دستخط ہو گئی اور وقتاً فوقتاً روپیہ آرہا ہے مگر ظاہر ہے کہ یہ روپیہ اون تمام کارخانوں کیلئے جو ہم جاری کرنا چاہتے ہیں پورا نہیں ہو سکتا۔ صرف شکر سازی کے ایک بڑے کارخانہ میں لاکھوں روپیہ کی کھپت ہو سکتی ہے کیونکہ کارخانہ بڑے پیمانہ پر کرنے سے تعداد منافع کی نسبتاً بہت بڑھ جاتی ہے مگر کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم بہت زیادہ روپیہ اسوقت جمع نہیں کر سکتے تو ہم ہاتھ پر ہاتھ دہرے بیٹھے رہیں اور جسقدر روپیہ ہمارے پاس ہے اوسکو کام میں نہ لاویں۔ اور اسی سے کاروبار بڑھانے کی کوشش نکریں اگر ہم انتظام ٹھیک کر سکتے ہیں اور ہماری نیت درست ہے تو خدا ہمکو اسی میں برکت دیگا اور یہ تھوڑا سا تخم ایک دن درخت ہو جائیگا۔ ہمیں غور کرنا چاہیے کہ ہم اپنے مہربان و کریم نبی کی طرف سے بھی اکتساب معاش کے تاکیدی احکام رکھتے ہیں۔ اور اگر ہم شرع کا حکم سمجھکر اون احکام کی بجا آوری میں سرگرم ہونگے تو علاوہ اسکے کہ ہمیں ہماری کوشش کا نتیجہ معمولی طریقہ سے ملنے کی امید ہے درصورت مذکورہ باطنی امداد کا بھی پورا بھروسہ ہونا چاہیے جب ہم خدا و رسول کی فرمان برداری کرینگے تو ہمیں ہمارے کاموں میں او دہر سے برکت بھی ملیگی

کو نفرنس مین جناب خان بہادر سید محمد ہادی صاحب اسسٹنٹ ڈائرکٹر محکمۂ زراعت و کاغذات
دیسی ممالک متحدہ شریک تھے اور اونہون نے پورے طور پر ہمکو کارخانون کے چلانے مین مدد اور مشورہ
دینیکا وعدہ کرلیا ہے ظاہر ہے کہ شکر سازی کے نئے طریقے جناب ممدوح موجد ہین وہ جسقدر اچہا کون
شخص سمجہ سکتا اور کارخانے کے چلانے مین مدد دیسکتا ہے اسکے علاوہ جناب خان بہادر صاحب
لوفن کہن سازی مین بہی خاص مہارت ہے کیونکہ ولایت مین اسکو باقاعدہ حاصل کیا ہے اور
اوسمین امتحان پاس کرچکے ہین اور علیگڈہ مین کہن کے بڑے سرکاری کارخانہ کو برسون چلاچکے
ہین پس ایسی حالت مین جبکہ ہمارے پاس عمدہ سے عمدہ صلاح دینیوالا موجود ہے تو ہمارے
کارخانہ کی کامیابی مین کیا شک ہوسکتا ہے اس سال ہم صرف یہ چاہتے ہین کہ ایک شکر سازی
کارخانہ کسی مناسب مقام پر قائم کرین اور جناب خان بہادر سید محمد ہادی صاحب سے مشورہ لیکر
اوسے چلائین۔

سال گذشتہ مین مختلف مقامون پر شکر کے کارخانے جو قائم ہوئے اور جسمین جناب خان بہادر صاحب
موصوف کی ہدایات کے موافق کام کیا گیا اونمین زیادہ سے زیادہ ۶۰ فیصدی اور کم سے کم گیارہ
فیصدی منافع ہوا۔

ہم ذیل مین سومن رس کی شکر بنانے مین جتنا زیادہ سے زیادہ خرچ ہوتا ہے اور جتنی کم سے کم آمدنی
ہوتی ہے درج کرتے ہین اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ ہمین اس کارخانہ سے کتنے نفع کی امید ہوسکتی ہے

خرچ

کہانڈ سومن رس مین سات من	میزان	منافع	کہانڈ بنانے کا خرچہ	قیمت رس
سہ	للعہ	عہ	ما	معہ

آمدنی

بیس سیر قیمتی لسنج عہ قیمن شیرہ ۱۲ من ۲۰ مار لسنج عہ فی من
معہ

اس طرح پر سومن رس پیچھے باللعہ خرچ کرنیسے کم سے کم سولہ روپیہ منافع ہوتا ہے اور چونکہ کارخانہ
جاری کرنا منظور ہے اسمین کم سے کم تین سومن رس روزانہ درکار ہوگا مشینری کی قیمت زیادہ
سے زیادہ بارہ ہزار رکہی گئی ہے اور مکانات کی تعمیر کا خرچ چودہ ہزار رکہا گیا علاوہ اسکے رس کے

قیمت اور کارخانہ کے کل سرمایہ کیلیے سولہ ہزار روپیہ کی ضرورت ہوگی جسمین سے قریب آٹھ ہزار کے پہلے
اسامیون کو دیا جائیگا تاکہ گنا کافی مقدار مین ایک مقام پر مل سکے اور اسامی اس روپیہ سے تخم
ریزی اور آبپاشی کا عمدہ انتظام کرسکین اور گنا وقت پر شاداب و شیرین ہاتھ آسکے فی الحال
اسی سرمایہ مین کام جاری ہوگا۔

رس پکانیکے آغاز سے ایکماہ کے اندر شکر تیار ہوکر بکنے لگے گی اوسوقت بکری کی آمدنی سے کارخانہ
کے خرچ کو بہت مدد ملیگی دیسی شکر کی تجارت مین گذشتہ چند سال مین جو انقلاب ہوئے ہین وہ نہایت
نتیجہ خیز ہین تمام دنیا مین جتنی شکر اور گڑ وغیرہ پیدا ہوتے ہین اوسمین سے ۳۹ فیصدی صرف
ہندوستان مین ہوتی ہے لیکن اب ہم دیکھتے ہین کہ روز بروز دیسی شکر کی جگہ ولایتی شکر کا استعمال
بڑھتا جاتا ہے چنانچہ اپریل [illegible] سے جنوری [illegible] تک ایک کرور اکیس لاکھ من شکر ہندوستان
مین غیر ملکون سے آئی جسمین سے ستر لاکھ من چقندر کی شکر تھی جو جرمن وغیرہ مین بنتی ہے اور
اکیاون لاکھ من اوکھ کی شکر جاوا وغیرہ سے آئی اسکا سبب یہ ہے کہ ہندوستان مین
پرانے طریقہ سے شکر بنائی جاتی ہے جسمین لاگت زیادہ آتی ہے اور مال بہت خراب جاتا ہے
نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قیمت مین دیسی شکر ولایتی شکر کے مقابلہ مین بہت گران پڑتی ہے اس لئے کم فروخت
ہوتی ہے۔

جناب خان بہادر سید محمد ہادی صاحب کے نوایجاد طریقہ سے جو شکر تیار ہوتی ہے اوسمین لاگت دیسی
طریقہ کے مقابل مین کم پڑتی ہے اور ہر طرح طاہر ہوتی ہے۔

ہمارے اس شکر کے کارخانہ قائم کرنے کے اغراض یہ ہین۔ جو ہم ذیل مین درج کرتے ہین۔

(۱) ہماری قوم صنعت و حرفت کی جانب راغب ہو اور روپیہ کا صحیح استعمال سیکھے۔

(۲) ہماری قوم کو ان کارخانون مین روپیہ لگانے سے منافع ہو اور وہ نفع جو دیگر ممالک کو پہنچ
ہوتا ہے اسی ملک مین ہمارے بھائیون کے پاس رہے۔ (۳) ہماری قوم کے بہت سے لوگ جو
بیکار ہین انہین کارخانون مین نوکری کے ذریعہ سے اپنی معاش حاصل کرین (۴) ہماری
قوم غیر ممالک کی شکر کے استعمال سے جسمین ہم نہین جانتے کہ کیا چیزین ملائی جاتی ہین محفوظ
رہے اور ہمین کی پاک طاہر شکر آسانی سے دستیاب ہوسکے۔

(۵) یہ کہ ہماری قوم ناجائز اکتسابات کی طرف توجہ نکرے اور ایسے جائز کاموں سے منتفع ہو کر حرام سے بچنے کی عادی ہوجائے اسلئے کہ ان کارخانوں میں کوئی امر خلاف شرع نہونے پائے گا۔

(۶) یہ کہ ہماری قوم میں متفقہ قوت سے کام کرنیکی رغبت پیدا ہو اور بعد تجربہ کے پھر وہ اسکے عادی ہوجائے۔

اس کمپنی کا حصہ صرف ۵؎ کا اس خیال سے رکھا گیا ہے کہ یہ ایک ایسی رقم ہے جسے معمولی حیثیت کے لوگ بھی باآسانی دیسکتے ہیں سال کے ختم ہونے پر کمپنی کا حساب کیا جاویگا۔

اور بعد مہنائی اخراجات نصف منافع حصہ داروں میں حصوں کی تعداد کے اعتبار سے تقسیم کردیا جائیگا اور نصف منافع آل انڈیا شیعہ کانفرنس کے قومی فنڈ میں جمع ہوجائیگا جو مناسب امور مجوزہ میں صرف کیا جاسکے گا۔ اوکھ کی پیدائی کا زمانہ ابھی دور ہے۔ مگر کمپنی کو رس یا مشینوں کی فراہمی کا انتظام بہت پہلے سے کرنا ہے۔

کیونکہ یہ کام اگر وقت پر اوٹھا رکھا جائیگا تو بہت دقت ہوگی اور مشینوں کا ولایت سے آنا اور کڑھاؤ وغیرہ کا یہاں تیار ہونا یہ سب ایسے کام ہیں جو جلد نہیں ہوسکتے اسلئے حصوں کی خریداری نہیں بہت جلدی کرنا چاہئے اور سب روپیہ بتعجیل تمام جمع ہوجانا چاہئے تاکہ سب کام اطمینانی طور پر عمل میں لائے جائیں اس کمپنی نے حسب ہدایت خان بہادر جناب سید محمد ہادی صاحب اسسٹنٹ ڈائرکٹر محکمہ زراعت کاشت نیشکر کے واسطے بمقام گوری گنج ضلع سلطانپور تقاوی تقسیم کرنا شروع کردی ہے جناب راجہ صاحب بہادر امیٹھی نے نہایت مہربانی سے اپنے علاقہ میں تقسیم تقاوی کی اجازت دی ہے جسکے ہم شکر گذار ہیں اور جناب سید مناسن حسین صاحب بی اے ڈپٹی کلکٹر سلطان پور نہایت احتیاط اور محنت سے باضابطہ طور پر تقسیم فرما رہے ہیں اور اسوقت تک ڈھائی ہزار روپیہ تقسیم ہوچکا ہے اب ضرورت ہے کہ خریداری مشین و تعمیر مکان وغیرہ کا انتظام کیا جائے اسوجہ سے ہمکو روپیہ کی نہایت ضرورت ہے حضرات حصہ داران اپنی فیاضی و ہمدردی قومی کو کام فرما کر جلد اپنے حصص کا روپیہ ارسال فرمائیں اور اپنے احباب واعزا کو ترغیب شرکت دیں ہماری رائے میں دس روپیہ صرف کرنے سے فوائد دینی و دنیاوی ہاتھ آتے ہیں بس ایسی تجارت کی طرف مومنین کو نہایت توجہ فرمانا چاہئے اور دنیا پر واضح کردینا چاہئے کہ شیعہ فرقہ بھی ایک زندہ قوم اور ترقی

جائز حاصل کرنے میں دوسری قوموں سے پیچھے ہیں ہے

جو حضرات ایک یا ایک سے زیادہ حصے خریدفرمائیں منسلکہ فارم پر دستخط فرما کر بھیج دیں حصہ کا کل روپیہ درخواست کے ہمراہ آنا چاہیے۔ اور کل روپیہ الٰہ آباد بنک شاخ لکھنؤ میں یا جناب راجہ سید ابو جعفر صاحب تعلقدار اکبر پور ضلع فیض آباد کے پاس جانا چاہیے کمپنی سازی کے کارخانہ کا پراسپکٹس عقب سے جاری کیا جائیگا۔

نوٹ۔ چار طالب علم جو شرفا اور سادات عظام میں سے ہیں منجانب شیعہ کانفرنس شکر سازی کا کام سیکھ رہے ہیں۔

دستخط

سید حیدر مہدی میجنگ ڈائرکٹر

فارم درخواست خریداری حصہ
شیعہ شوگر کمپنی لمیٹڈ

جناب من۔

مہربانی فرما کر۔ .... حصے میرے کمپنی لمیٹڈ کے دس روپیہ کے نام رجسٹر میں درج کر لیجیے۔

.... حصوں کی قیمت مبلغ .... بذریعہ ....

آپکے پاس بھیجتا ہوں میں پراسپکٹس کے جملہ شرائط منظور کرتا ہوں۔

راقم

پتہ (نام اور پورا پتہ صاف تحریر ہونا چاہیے۔)

تاریخ

روپیہ بذریعہ منی آرڈر یا نوٹ (الٰہ آباد بنک کانپور) نہایت احتیاط اور حفاظت سے آنا چاہیے۔

عورتوں کی تعلیم اور آزادی ایک سرسری نگاہ

یہاں تو ایک عرصہ سے یہ آگ ملک و قوم کے دلوں میں سلگ رہی تھی مگر آجکل یورپ بھر میں ہر ایک قوم

ترقی کے نعرے بلند کر رہی ہے کچھ مشتعل سی ہوتی ہوئی دکہائی دیتی ہے۔ ہماری قوم کے نئے تعلیم یافتہ
لیڈروں اور سربرآوردہ جماعت کے دلوں میں یہ امر اچھی طرح جاگزین ہو گیا ہے کہ دنیاوی ترقی۔
اخلاقی اور تمدنی حالت کی درستگی بجز تعلیم اور آزادی نسوان کے اور کسی طرح ہو ہی نہیں سکتی۔
کیا ہمارے معزز قومی لیڈروں کی اولوالعزمی بلند حوصلگی اور غیرت کا خاتمہ ہو گیا کہ اب بغیر عورتوں
کی استعانت کے ترقی نہیں کر سکتے؟ میں معزز ناظرین کو وہ زمانہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ جسوقت
اسلام اپنے پورے شباب کے عالم میں تہا۔ اوسکی مالی۔ اخلاقی۔ تمدنی ہر طرح سے ترقی ہی ترقی نظر آتی
تھی۔ کیا کسی عورت نے اوسوقت بھی ہاتھ بٹایا تھا؟ یہ تو ایک جملہ معترضہ تہا۔ رہا اصل منشاء
تعلیم و آزادی نسوان۔ میرے خیال میں یہ ایک حد تک ضرور مناسب بلکہ انسب ہے لیکن اسقدر بھی
نہیں کہ عورتیں بڑی بڑی ڈگریاں حاصل کریں۔ گریجویٹ کہلائیں۔ اور اوسکے ساتھ ہی آزادی
کا جامہ پہنکر ایک خاصی انڈین میم صاحبہ بنکر شہر بشہر ملک۔ ملک کی سیر کرتی پہریں۔ شرفا میں اکثر
خاندان کی عورتیں ایسی بھی ہیں جنہوں نے کچھ تعلیم پائی ہے اور بادی النظر میں اونکی تعلیم نہایت
ہی شائستگی۔ اسلامی اور ایشیائی اخلاق کے ساتھ ہوئی ہے۔ رہا یہ امر کہ تعلیم سے قطعی انکار یا نفرت
کرنا ایک گونہ نہایت ہی معیوب معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اسکے ساتھ ہی اسقدر تجاوز ہونا بھی ایک بڑی
آزادی کے شرمناک سین دکہلاتا ہے۔ ہماری اسلامی اور ایشیائی تہذیب نے صرف اس طریقہ سے اور
اسقدر عورتوں کی تعلیم کو جائز قرار دیا ہے کہ لڑکیاں اپنے والدین یا حقیقی بہائی یا ایسے ہی اور شرعی
محرموں سے دینیات کی کتابیں پڑہیں۔ صوم وصلوۃ و نیز دیگر مسائل سے کما حقہ واقفیت حاصل
کریں جب اونکو اس سے فراغت ہو ملکی زبان کی اور سادہ کتابوں کی تعلیم جن سے خانگی کاموں
اور روزمرہ کے حساب کتاب وغیرہ میں مدد ملے حاصل کریں۔ مگر خدانخواستہ بدقسمتی سے ایسے
وسائل بہم پہونچ سکیں تو کسی شریف اور ضعیف عورت کیطرف (جو ان امور کے انجام دینے
کے لائق ہو) رجوع کریں جس سے علاوہ تعلیم کے سوزنی چکن کاری۔ کامدانی وغیرہ وغیرہ
مفید ہنر بھی سیکہیں۔ جیسا کہ ابتک شرفا کی جماعت میں ہوتا رہا۔ کیا اس طریقہ کی تعلیم سے
کسی عورت کی اخلاقی حالت درست نہیں ہو سکتی اور اوس میں تہذیب و شائستگی نہیں پیدا
ہو سکتی؟ میں تو دعویٰ کے ساتھ کہتا ہوں کہ اگر واقعی وہ مخدرات عفت و عصمت اپنی

خاندانی بعد قدیم شرم وحیا کے ساتھ ان طریقون سے تعلیم پائین تو اونکی حالت مین ایک عجیب نمایان ترقی اور تغیر عظیم پیدا ہوا اور ہونکے ساتھ پرورش پانے سے اون کے چھوٹے بچے تہذیب واخلاق کی ایک خوبصورت تصویر یا اچھے نمونے نظر آئین۔ لیکن سچ تو یہ ہے کہ ہماری قوم کی مثل آزاد پسند مغربی تعلیم۔ اخلاق اور تہذیب کی دلدادہ جماعت نے جسطرح پوشش خورش نشست وبرخواست مین یورپ کی تائید وتقلید کو واجب قرار دے لیا ہے اور خود (اگرچہ وہ قدرتی رنگ وروپ تو نہین پیدا کرسکتے) صاحب بہادر کے معزز خطاب سے مخاطب ہونا پسند کرلیا۔ ایسے ہی وہ اپنی شریف اور عصمت مآب بیبیون کو میم صاحبہ کی ثانی بنایا چاہتے ہین۔ ابھی تک تو یہ خیال ہے کہ بغیر عورتونکے اعلی تعلیم یافتہ ہوئے ترقی ہو ہی نہین سکتی۔ کچھ دنون مین اس کامیابی کے بعد یہ خیال فرمائینگے کہ عورتونکے بغیر سایہ ومغربی لباس پہنے ہوئے ترقی کا نام بھی کوئی نہین جان سکتا۔ "اگرچہ میری یہ تحریر بعض طبیعتون کو سخت ناگوار معلوم ہوگی لیکن مین ایک آزادی کے ساتھ اپنی رائے کا (خواہ بھلی ہو یا بری) اظہار کرنا پسند کرتا ہون قوم اسکو منظور کرے یا نہ"۔ وہی تعلیم یافتہ جماعت اکثر اون مخدرات کے تعلیمی حالات اپنے کلام کی تائید مین بیان کرتی ہے جن کے نام کو ہم نہایت ہی عزت اور عظمت کے ساتھ لیتے ہین اور جنکی ہوئت مین جان تک دیتے ہین لیکن وہ معزز جماعت یہ خیال نہین کرتی کہ وہ کون ملک تھا۔ وہان باشندون کی اوسوقت کیسی حالت تھی اور اون مخدرات کی ملک اور قوم کی نگاہون مین کیسی وقعت تھی!۔

کیا اگر یورپ کے طریقہ سے عورتون کی تعلیم نہ ہو اور مغربی تہذیب وشائستگی عورتونکو نہ سکھائی جائے تو دنیاوی ترقی اور طرز تمدن مین کسی قسم کا نقص پیدا ہوسکتا ہے؟ کیا ایشیائی تعلیم اس نقص کو رفع کرنیکے لئے کافی نہین ہوسکتی؟ ضرور ہوسکتی ہے۔ مگر مجبوری تو یہ ہے کہ جو سوسائٹی اسکی مدد ومعاون خیال کیجاتی ہے اوس کے دماغ مین مغربی خیالات اور خوبیان سمائی ہوئی ہے۔ فرض کردم۔ اگر جابجا نسوان اسکول قائم کئے جائین اور اونمین لائق استانیان مقرر کیجائین۔ لڑکیان تعلیم پانے کیلئے جایا کرین تو کیا کوئی شخص اس امر کا اقرار کرسکتا ہے کہ وہ سب خیالات اور اطوار مین یکسان ہونگی؟ ہرگز نہین۔ بڑے بڑے شرفا

روساسے لیکر معمولی آدمیون تک کی لڑکیان تحصیل علم کے لئے اسکول مین داخل ہونگی۔ پہر کیا وہ آپسمین تبادلہ خیالات یا معمولاً اور فطرتاً ادہر ادہر کی باتین نہ کرینگی!۔

علاوہ ازین اسلامی پالیسی کے خلاف بہت بڑا نقص آزادی اور بے پردہ کا واقع ہوگا۔ کیا ہمارے قومی لیڈر خلاف شریعت اس امر کو جائز قرار دینا پسند فرمائینگے ہرگز نہین معزز ناظرین! ہماری شریعت وہ شریعت ہی کہ اسکے اثبات کیلئے ایک برگزیدہ کونین نبی کے نواسے نے تین روز کی بہوک پیاس اور سخت دہوپ مین اپنے تمام کنبہ کا سر کٹنا گوارہ کیا۔ خود اپنی شہادت قبول کی ششماہے بچے کا گلا ہدف ناوک ہونا پسند کیا مشکلکشا کے پوتے نے طوق و زنجیر پہنا شام کی گلی کوچی منزلو نمین ساربانی کی طرح طرح کی مصیبتین برداشت کین مگر اس شریعت پر خلاف حکم خدا و رسول کسی قسم کا دہبہ تک نہ پڑنے دیا۔ پہر کیا اس شریعت کا کوئی نام لیوا بہی اس کے خلاف کسی کام کا انجام دینا گوارہ کریگا؟ شاید ہی۔

مسلمانون مین برقع ضرور ایک ایسا لباس ہی جو ایک معنی سے بجائے ایک چھوٹا سا کپڑہ کا مکان مانا جاسکتا ہی مگر اوسکا استعمال کسی خاص وقت و حالت مین مناسب ہے نہ کہ ہر وقت عورتین اوسکو پہن کئے ہوئے بازارونکی سیر کرین شہرون مین گہومین۔ یا بلا ضرورت محض تفریح طبع کیلئے اسٹیشنون کے پلیٹ فارمون پر ٹہلتی ہوئی نظر آئین۔ بعض لوگون کا تو یہانتک خیال ہو گیا ہی کہ برقع بہی نہ ہونا چاہیے بلکہ جسطرح یورپین لیڈیان یا عام عورتین رہتی ہین ایسی آزادی سے زندگی بسر کرنی بہت ہی مناسب ہے۔

اول الذکر (برقع پوشی) کی نسبت کسی اسلامی ملک کا ایک مشہور واقعہ ہی کہ وہان کی عورتین کسی زمانہ مین ایسی ہی آزاد تہین اور برقعہ پہنے ہوئے مردونکے مانند بازارون وغیرہ مین خرید و فروخت کیا کرتی تہین اور اپنی فطرتی حریص طبیعت کے مطابق بلا کسی خیال کے جس چیز کو پسند کرتی تہین خرید لیتی تہین قیمت اگر موجود نہ ہوتی۔ مہاجنون سے قرض لے لیتین یا دوکان دار دنکے اطمینان کیلئے بطور رہن [illegible] کرتی تہین [illegible] مہینہ پورا ہونے پر بل طیار کرکے اون کے یا اون کے مالکون کے پاس بہیجدیتے تہے جنکو پاس آبرو و خیال مواخذۂ قانونی مجبوراً ادا ہی کرنا پڑتا تہا۔ بالآخر معاملہ آگر اس شرمناک رسم کا انسداد کیا گیا۔ باقی آئندہ

راقم اخمل الملکونین قاسم حسین جعفری نوری از مرزاپور

صحیح بخاری کی چند حدیثین

حضرت اہلسنت والجماعت کی مشہور کتاب جسکا درجہ بعد کتاب باری سمجھا جاتا ہی ایک ایسا مجموعہ احادیث کا ہی کہ جسکے حرف حرف پر ایمان رکہنا اونکے مذہب مین داخل ہی۔ یہ وہ کتاب لاجواب ہی جسکے مصنف کو امام کا خطاب دیا گیا ہے اور مشہور ہے کہ حضرت مصنف نے چھ لاکھ حدیثونکے مجموعے سے موضوع اور غلط احادیث کو چھانٹ کر یہ نسخہ تیار کیا ہے سواد اعظم مین جو درجہ اسکا ہی وہ کسی کتاب کا نہین۔ لہذا اوسکی چند حدیثین درج ذیل کیجاتی ہین جس سے مصنف کتاب مذکور اور اوسکے معتقدین کے خیالات کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

حدیث اول دربارہ سہو رسولؐ:۔ حدثنا عبد اللہ بن محمد قال ثنا عثمان بن عمر قال انا یونس عن الزہری عن ابی سلمہ عن ابی ہریرۃ قال اقیمت الصلوۃ وعدلت الصفوف قیاما فخرج الینا رسول اللہ صلعم فلما قام فی مصلاہ ذکر انہ جنب فقال لنا مکانکم ثم رجع فاغتسل ثم خرج الینا ورأسہ یقطر فکبر فصلینا معہ تابعہ عبد الاعلی عن معمر عن الزہری ورواہ الاوزاعی عن الزہری ۔ ترجمہ مجھسے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہمسے عثمان بن عمر نے کہا ہمکو یونس نے خبر دی اونہون نے زہری سے اونہون نے ابو سلمہ سے اونہون نے ابوہریرہ سے اونہون نے کہا نماز کی تکبیر ہوئی اور صفین برابر ہو گئین لوگ کہڑے تھے آنحضرت صلعم (اپنے حجرے سے)[1] برآمد ہوئے جب نماز کی جگہ پر کہڑے ہو گئے اوسوقت آپکو یاد آیا کہ آپکو نہانے کی حاجت ہے آپنے ہملوگون سے فرمایا تم یہین ٹھہرے رہو پھر آپ لوٹ گئے اور غسل کیا پھر باہر ہمارے پاس برآمد ہوئے اور آپکے سر سے پانی ٹپک رہا تھا آپ نے اللہ اکبر کہا (یعنی نماز شروع کی) ہمنے آپکے ساتھ نماز پڑہی۔ عثمان بن عمر کیساتھ اس حدیث کو عبد الاعلی نے بھی معمر سے روایت کیا اونہون نے زہری سے اور اوزاعی نے

[1] غالبًا وہ حجرہ حضرت عائشہ ہوگا۔

بھی اسکو زہری سے روایت کیا۔

اس حدیث کے متعلق مولوی وحید الزمان صاحب المخاطب بہ وقار نواز جنگ صاحب تحریر فرماتے ہین کہ اس حدیث سے یہ نکلا کہ اگر جنب غسل مین دیر کرے تو کچھ مضائقہ نہین اور آنحضرت کے بھولنے سے اللہ تعالی کی بڑی مصلحت تھی کہ امت کو یہہ مسئلہ معلوم ہو جاوے۔

دیگر: حدثنا عثمان ثنا جریر عن منصور عن ابراھیم عن علقمۃ عن عبد اللہ ابن مسعود صلی النبی صلعم قال ابراھیم لا ادری زاد او نقص فلما سلم قیل له یا رسول اللہ احدث فی الصلوۃ شیٔ قال وما ذاك قالوا صلیت کذا و کذا فثنی رجلیه و استقبل القبلۃ وسجد سجدتین ثم سلم فلما اقبل علینا بوجھه قال انه لو حدث فی الصلوۃ شیٔ لنبأتکم به ولکن انما انا بشر مثلکم انسی کما تنسون فاذا نسیت فذکرونی و اذا شك احدکم فی صلوته فلیتحر الصواب فلیتم علیه ثم لیسلم ثم یسجد سجدتین ۔

ترجمہ ہمسے عثمان نے بیان کیا کہا ہمسے جریر نے اونہون نے منصور سے اونہون نے ابراہیم سے اونہون نے علقمہ سے اونہون عبد اللہ بن مسعود سے کہ آنحضرت صلعم نے نماز پڑہائی ابراہیم نے کہا مجھکو معلوم نہین آپنے اوسمین کچھ بڑہا دیا یا گھٹا دیا جب سلام پھیرا تو لوگون نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا نماز مین کوئی نیا حکم آیا آپ نے فرمایا یہہ کیا بات ہے لوگون نے کہا آپنے اتنی اتنی رکعتین پڑہین یہ سنکر آپ دو زانو ہو بیٹھے اور قبلہ کیطرف مونہہ کیا اور (سہو کے) دو سجدے کئے پھر سلام پھیرا پھر ہماری طرف مونہہ کرکے فرمایا اگر نماز مین کوئی نیا حکم آتا تو مین ضرور تمسے کہدیتا بات یہہ ہے کہ مین بھی تمہاری طرح آدمی ہون جیسے تم بھول جاتے ہو مین بھی بھول جاتا ہون پھر جب مین بھولون تو مجھکو یاد دلا دیا کرو اور جب کوئی تم مین سے اپنی نماز مین شک کرے تو ٹھیک بات سوچ لے اوسپر اپنی نماز کو پوری کرے پھر سلام پھیرے پھر سہو کے دو سجدے کرے۔

حاشیہ دوسری روایت مین ہے کہ آپنے بھولے سے ظہر کی پانچ رکعتین پڑہ لی تھین اور یہہ ظہر کی نماز تھی اور بعض نے کہا عصر کی نماز تھی گو مرتبہ آپکا تمام آدمیون اور فرشتون سے بھی زیادہ تہا مگر بھول

چونکہ بشری صفت ہے جو آدمی سے جدا نہیں ہوسکتی ۔

دیگر باب ما جاء فی القبلۃ ومن لا یرا الاعادۃ علی من سہا فصلی الی غیر القبلۃ وقد سلم النبی صلعم فی رکعتی الظہر واقبل علی الناس بوجہہ ثم اتم ما بقی ۔

ترجمہ یعنی اگر کوئی بہولے سے قبلہ کے سوا دوسرے جانب نماز پڑہ لے تو اوسپر نماز کا لوٹانا واجب نہین ہے اوسکی دلیل یہہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے ظہر کی دو رکعتین پڑہ کر سلام پہیرا اور لوگون کی طرف اپنا موہنہ کیا پہر (یاد دلانے پر) مابقی نماز پڑہی ۔

حدیث دربارہ قضاء نماز رسول وصحابہ

حدثنا مسدد قال ثنا یحیی بن سعید قال ثنا عوف قال ثنا ابو رجاء عن عمران قال کنا فی سفر مع النبی صلعم وانا اسرینا حتی کنا فی آخر اللیل وقعنا وقعۃ ولا وقعۃ احلی عند المسافر منہا فما ایقظنا الا حر الشمس فکان اول من استیقظ فلان ثم فلان ثم فلان یسمیہم ابو رجاء فنسی عوف ثم عمر بن الخطاب الرابع وکان النبی صلعم اذا نام لم نوقظہ حتی یکون ہو یستیقظ لانا لا ندری ما یحدث لہ فی نومہ فلما استیقظ عمر ورای ما اصاب الناس وکان رجلا جلیدا فکبر ورفع صوتہ بالتکبیر فما زال یکبر ویرفع صوتہ بالتکبیر حتی استیقظ بصوتہ النبی صلعم فلما استیقظ شکوا الیہ الذی اصابہم فقال لا ضیر او لا یضیر ارتحلوا فارتحل فسار غیر بعید ثم نزل فدعا بالوضوء فتوضا ونودی بالصلوۃ فصلی بالناس ترجمہ ہمسے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا ہمسے یحیی بن سعید نے عوف سے کہا ہمسے ابو رجا نے اونہون نے عمران سے اونہون نے کہا آنحضرت صلعم کیساتھ سفر مین تھے اور رات کو چلتے چلتے جب آخر رات ہوئی تو ذرا ٹہر گئے اور مسافر کیلئے اس آخر رات کی نیند سے بہتر کوئی نیند میٹھی نہین ہوتی ۔ پہر ہماری آنکھ جب کہلی جب سورج کی گرمی پہونچی تو سب سے پہلے فلان شخص (یعنی ابوبکر) جاگے پہر فلان شخص[۱] پہر فلان شخص

[۱] راوی کو بوقت روایت سہو ہوا اور مترجم نے بھی خیال نہ کیا غالبا وہ حضرت عمر بعد حضرت عثمان ہونگے کیونکہ تین فلان کی جو تعیین ٹہیک ٹہیک سمجہاتی ہین ۔

ابور جاؤنکو نام بنام بتاتے جاتے تھے۔ لیکن خوف ہو ل کئے پہر جو تھے حضرت عمر جاگے اور
ہمارا قاعدہ یہ تھا جب آنحضرت صلعم آرام فرماتے تو ہم نجگاتے یہانتک کہ آپ خود بیدار ہون
کیونکہ ہم نہین جانتے تھے خواب مین آپ پر کیا تازی وحی آتی ہے۔ جب عمر جاگے اور اونہون
نے لوگون پر جو آفت آئی وہ دیکھی (یعنی یہ کہ نماز کا وقت جاتا رہا اور پانی بھی نام کو نہین)
اور وہ دل والے آدمی تھے اونہون نے بلند آواز سے تکبیر کہنا شروع کی برابر اللہ اکبر اللہ
اکبر بلند آواز سے کہتے رہے یہانتک کہ اونکی آواز سے آنحضرت صلعم بیدار ہوگئے۔ جب آپ
بیدار ہوئے تو لوگ اس مصیبت کا شکوہ کرنے لگے آپنے فرمایا کچھ پرواہ نہین۔ یا اس سے
کچھ نقصان نہوگا چلو اب کوچ کرو پہر تہوڑی دور چلے بعد اوسکے آپ اوترے اور وضو
کا پانی منگوایا وضو کیا نماز کی اذان ہوئی اور آپنے لوگون کو نماز پڑھائی۔

انبیا کی عریانی

حدیث :۔ حدثنا اسحق بن نصر قال حدثنا عبد الرزاق عن معمر عن همام
بن منبہ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلعم قال کانت بنو اسرائیل یغتسلون
عراۃ ینظر بعضھم الی بعض وکان موسیٰ صلعم یغتسل وحدہ فقالوا واللہ
ما یمنع موسیٰ ان یغتسل معنا الا انہ آدر فذھب مرۃ یغتسل فوضع
ثوبہ علی حجر ففر الحجر بثوبہ فجمع موسیٰ فی اثرہ یقول ثوبی یا حجر ثوبی
یا حجر حتی نظرت بنو اسرائیل الی موسیٰ وقالوا واللہ ما بموسیٰ من باس
واخذ ثوبہ وطفق بالحجر ضربا قال ابو ھریرۃ واللہ انہ لندب بالحجر
ستۃ او سبعۃ ضربا بالحجر۔ وعن ابی ھریرۃ عن النبی صلعم قال بینا
ایوب یغتسل فخر علیہ جراد من ذھب فجعل ایوب یحتثی فی ثوبہ فناداہ
ربہ یا ایوب الم اکن اغنیتک عما تری قال بلی وعزتک ولکن لا غنی بی

له مترجم لکھتے ہین۔ یہ حضرت عمر کی دانائی تھی اودہر آنحضرت صلعم کو نہین جگایا اور اودہر کام بھی
نکل آیا تکبیر سے یہ فائدہ ہوا کہ شیطان مردود بہاگا جسنے نماز سے غافل کر دیا تہا (تو معلوم ہوا کہ آنحضرت
صلعم پر بھی معاذ اللہ شیطان کا تسلط ہوتا تہا۔ ہذا بہتان عظیم۔ محمد اسحاق)

عن برکتات - ترجمہ ہے اسحٰق بن نصر نے بیان کیا کہا ہے عبدالرزاق نے اونہون نے
معمر سے اونہون نے ہمام بن منبہ سے اونہون نے ابوہریرہ سے اونہون نے آنحضرت صلعم سے
آپنے فرمایا بنی اسرائیل کے لوگ ننگے نہایا کرتے تھے ایک کو ایک دیکھتا رہتا اور موسیٰ علیہ السلام کی
عادت تھی وہ) اکیلے ہوکر (ننگے) نہاتے بنی اسرائیل کہنے لگے قسم خدا کی موسیٰ جو ہمارے ساتھ مگر
نہین نہاتے اوسکی وجہ یہ ہے کہ اونکے خصیئے بڑھے ہوئے ہین - ایکبار ایسا ہوا کہ موسیٰ اپنا کپڑا ایک
پتھر پر رکھکر نہانے لگے (اللہ کے حکم سے) پتھر انکا کپڑا لیکر بھاگا موسیٰ اوسکے پیچھے یہ کہتے ہوئے
لپکے ، او پتھر میرا کپڑا دے او پتھر میرا کپڑا دے یہانتک کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کو (ننگا) دیکھا
اور کہنے لگے (ہم غلط سمجھے تھے) قسم خدا کی موسیٰ مین کوئی بیماری نہین ہے اور پتھر تھم گیا
موسیٰ نے اپنا کپڑا لیلیا اور پتھر کو مارنے لگے ابوہریرہ نے خدا کی قسم پتھر مین چھ یا سات نشان ہین
حضرت موسیٰ کی مار کے - اور اسی سند سے ابوہریرہ سے روایت ہے - اونہون نے آنحضرت
صلعم سے آپنے فرمایا ایکبار حضرت ایوب ننگے نہا رہے تھے ان پر سونے کی ٹڈیان گرنے لگین وہ اپنے کپڑے
مین پکڑ پکڑ کر رکھنے لگے اوسوقت اونکے مالک خدا نے انکو پکارا کیا مینے ان چیزون سے جو تو دیکھتا ہے
تجھے بے پرواہ نہین کیا حضرت ایوب نے کہا بیشک تیری عزت کی قسم (تو نے مجھے بہت کچھ دیا ہے)
مگر تیرے کرم سے کہین مین بے پرواہ ہو سکتا ہون -

ان جملہ احادیث کو دیکھکر یہ خیال خود بخود پیدا ہوتا ہے کہ اگر رسول کی یہی شان تھی جیسے
صاحب کتاب نے ظاہر کیا ہے تو بیشک آریونکے اعتراضات صحیح ہین اور کبھی اسلام کی روحانیت
قابل قبول نہین ہو سکتی - اور نہ اسلام کی کوئی وقعت قایم رہ سکتی ہے اور اگر واقعی رسول کا مرتبہ
اسی بالاتر تھا جسکو قلمبند کیا گیا ہے تو پھر ایسے مصنف اور اوسکے تصانیف کو کیون نہ دشمن
اسلام کا خطاب دیکر ردی کے ٹوکری مین ڈالدیا جاوے اور حقیقی اسلام کی تلاش کیجاوے
مگر بیجا ہو تعصب کا جسنے سارے اسلام کو خاک مین ملا دیا اور دیگر اقوام کو انکا موقع دیا کہ ایسی
کتابون کو دیکھکر اسلام پر نفرت انگیز رائے قائم کرین - اور صاف کہدین خود خوشتن گم
است کرا رہبری کند فقط

راقم

محمد اسحاق الحسینی بہاری از پٹنہ

ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر کی تقریر

مالی بجٹ کے موقع پر جو ہز آنر نے اسپیچ دی ہے اوسکے فقرات ذیل قابل غور ہیں جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ہز آنر پر ان اختلافات شیعہ و سنی کا کیا اثر پڑا ہے ممدوح فرماتے ہیں۔

"ایک معاملہ جو اگرچہ لکھنؤ شہر ہی سے تعلق رکھتا ہے مگر ایسا اہم ہے کہ میں اسکا تذکرہ کرنا ایسے موقع پر جب مجھکو آخری مرتبہ ایک پبلک معاملہ پر تقریر کرنے کا موقع ملا ہے مناسب خیال کرتا ہوں۔ یہ معاملہ لکھنؤ کے شیعہ اور سنیوں کا ہے۔ جیسا کہ سب صاحبوں کو معلوم ہے کہ اوسکے رسم محرم سے متعلق دونوں فریقوں میں کچھ عرصہ سے اختلافات پیدا ہو گیا ہے۔ اس معاملہ میں مصالحت کی غرض سے گورنمنٹ نے گذشتہ اکتوبر میں ایک نیابتی کمیٹی مقرر کی کہ وہ اس معاملہ میں تفتیش کرے۔ اس کمیٹی نے نہایت ہوشیاری سے تحقیقات کی اور شیعہ اور سنیوں کو پورے طور سے آسانیاں بہم پہنچائی گئیں کہ وہ اپنے اپنے اظہار تحریر کرائیں اور اپنے بیانات کی تائید میں گواہ پیش کریں۔ گورنمنٹ کے احکام ایک رزولیوشن مورخہ ۷ جنوری ۱۹۰۹ء میں پاس ہوئے جنمیں اس تمام معاملات پر نہایت انصاف اور بے طرفی سے غور کیا گیا تھا۔ مجھکو مجبوراً افسوس کرنا پڑا کہ گورنمنٹ نے اس کمیٹی کی محنت و مشقت کی داد میں سنی سرگروہوں سے وہ امداد حاصل نہیں کی جسکی وہ مستحق تھی۔ اس فرقہ نے ان احکام کے خلاف کارروائی کی ہے جنھوں نے ان چار یاری مرثیوں کو جو ابوبکر۔ عمر۔ عثمان تین خلفاء کی شان میں پڑھے جاتے ہیں عشرہ اور چہلم یا ۲۱ رمضان کے دنوں میں پڑھنے سے منع کیا تھا۔ کمیٹی کی تحقیقات سے بلاشبہ یہ ثابت ہوا کہ سنیوں نے محرم سے (شہادت امام حسین کی یادگار قائم رکھنے کے ایام میں) اپنے ان عقائد کے اظہار کا فائدہ اٹھانا چاہا کہ اول تین خلفاء رسول خدا صلعم کے جائز وارث ہیں مگر یہ کارروائی بالکل جدید ثابت ہوئی۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ ان مرثیوں میں تین خلفاء کی نہایت زیادتی سے تعریف کیجاتی ہے اور مدعا یہ ہوتا ہے کہ حسین کے ماتم میں شیعوں کی دل آزاری کیجائے۔ گورنمنٹ نے اس اصول کی تکمیل میں جو اعتراضات شکایات کا باعث ہوں انکی اجازت نہ دیجائے ممانعت کی کہ ان تین دنوں میں چار یاری اشعار نہ پڑھے جائیں یہ احکام گورنمنٹ کی اس پالیسی میں خلل نہیں ڈالتی جو اسنے مذہبی

معاملات کے متعلق قائم کی ہو کہ وہ کسی کے مذہب مین دخل نہ دیگی اور نہ وہ سنیون کی آزادی مین جو اونکے اظہار عقائد مین انکو حاصل ہو دخل دیگی اور علاوہ ان ممنوع دنون کے وہ انکو تین خلفا کی تعریف کرنے سے منع نہین کرتی بشرطیکہ کسی کی دل آزاری نہو جب سنیون کو گورنمنٹ کے احکام معلوم ہوئے تو اونہون نے تجویز کیا کہ تعزیہ نہ نکالے جائین۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ان احکام سے رنجیدہ ہین اونہون نے عشرہ کے روز اس طریقہ پر عمل کیا لیکن ۱۳ مارچ کو چہلم کے روز سنیون کا ایک عظیم مجمع کربلا سے روانہ ہوا اور اس مجمع مین چاریاری اشعار اس طریقہ سے پڑہے گئے جس سے ظاہر ہوتا تہا کہ انکا منشا یہ ہے کہ ان احکام کی خلاف ورزی کیجائے پولیس کو خبر تھی کہ ایسا واقعہ ہونیوالا ہے جب یہ وقوع مین آیا تو پولیس نے دست اندازی کی اور نہایت ہوشیاری سے کل مجمع کو جسمین تقریبا ایکہزار آدمی شریک تھے گرفتار کرلیا۔ ڈپٹی کمشنر شارپ سپرنٹنڈنٹ پولیس سردار بل سنگھ کوتوال شہر اور اونکے ماتحت افسر تعریف کے مستحق ہین کہ سنیون کے ان ارادون کی قبل سے اسطرح خبر ملگئی تھی اور اونہون نے ایسی خوبی سے گرفتار کرلیا کہ ان قانون کے خلاف ورزی کرنیوالون کو اپنی گرفتاری پر حیرت ہوئی اور بلا غیر ضروری تشدد عمل مین لائے وہ گرفتار ہوگئے۔ لیکن گورنمنٹ کے احکام کی دیدہ و دانستہ خلاف ورزی ایک نہایت نازک معاملہ ہے اور یہ اس قابل ہے کہ اسکی لعنت و ملامت کیجائے مجکو افسوس ہے کہ میرے پاس اس قسم کی افواہین موصول ہوئین کہ شیعون نے ایک مرتبہ یہ ارادہ کیا تھا کہ قانون کی خلاف ورزی کرکے اسکا جواب اسطرح دیا جائے کہ پبلک جلوس مین ان اشخاص پر تبرا پڑھا جائے جنکا عقیدہ یہ نہین ہے کہ علی رسول خدا کے جائز وارث تھے۔ مین خوش ہون کہ اونہون نے دانشمندی سے اس غلطی پر عمل نہین کیا۔ مین مسلمانان لکھنؤ کے دلون پر جو بات نقش کرنا چاہتا ہون وہ یہ ہے کہ گورنمنٹ نے اس معاملہ کے ایک پہلو پر بخوبی غور کرلیا ہے اور بعد غور وہ اس فیصلہ پر پہونچی ہے جسپر عمل کرنیکے لئے وہ مستعدی سے رہیگی۔ مین لکھنؤ کے سنی گروہون سے درخواست کرتا ہون کہ وہ جملہ سنیون کو صاف الفاظ مین آگاہ کردین کہ یہ احکام تبدیل نہونگے اور مین امید کرتا ہون کہ ہر دو فریق کے سرگروہ تمام صوبہ مین اس نقصان کا اندازہ کرینگے جو لکھنؤ کے شیعہ اور سنیون کے ان اختلافات کے تمام مسلمانون کو ہوا ہے اور اپنے ہم مذہب

دانشمندانہ نصیحتون کا اثر ڈالینگے کہ وہ بہت جلد آپس مین مستقل طور سے اتحاد اور ارتباط پیدا کر لین "

اصلاح و وکیل

وکیل مورخہ ۲۸ اپریل راقم ہے ۔ رسالہ اصلاح و شیعہ ہم پر الزام لگاتے ہین کہ محرم کے قضیہ نامرضیہ کی بابت ہمنے گورنمنٹ کے ریزولیوشن پر بے لاگ رائے نہین دی ۔ اور یہ لکھا کہ چار یاری مدح کی ممانعت سے سنیون کا رنجیدہ ہونا لازمی امر تھا " ہمارے ایک خاص مہربان اور وکیل کے پرانے قدردان نے بھی کچھ عرصہ قبل ایک طویل خط مین اسکی شکایت کی تہی کہ وکیل مین شیعون کو مساوی حصہ نہین دیا جاتا ۔ اور ایران کے حالات و کوائف جن سے اہل تشیع کو قدرتی طور پر بہت دلچسپی ہے ۔ اتنی تفصیل کے ساتھ درج نہین ہوتے ۔ جو دولت عثمانیہ کے واقعات مین دیکھی جاتی ہے ۔ ہم پہلے اپنے مہربان کے شکوہ کر لیتے ہین اور اسکا شکریہ ادا کرتے ہین کہ انہون نے یہ شکایت بسبیل دوستانہ پیش کی ہے ۔ اور اپنی تحریر مین جابجا ہماری اس پالیسی کا اعتراف فرمایا ہے کہ ہم وکیل مین تمام فرقہ ہائے اسلامیہ کے ساتھ یکسان برتاؤ کرنا چاہتے ہین ۔ اور اُن کو فرمان ایزدی " کل مومن اخوۃ " اور " واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا " کے موافق مشترک پلیٹ فارم پر لانے کی کوشش کرتے ہین ۔ لیکن افسوس ہے کہ ہماری کوششین اس بارہ مین کامیاب نہین ہونے پاتین اور کیونکر کامیاب ہو سکتی ہین جبکہ دونون فرقون کے بعض خود غرض و شہرت پسند نام نہاد علما کیونکہ ہمین ایسے اشخاص کی نسبت لفظ "عالم" کے ایراد سے سخت شرم آتی ہے دبی ہوئی چنگاریون کو کرید کرید کر اپنی اشتعال انگیز تقریرون اور تحریرون کی باد زنی سے برابر سلگاتے رہتے ہین ۔ اور مصلحت وقت اور فوائد قوم کے علی الرغم ادہر مین ایسی آگ بھڑکانے مین کامیاب ہو گئے ہین ۔ جو ہماری قوم کے روپیہ ، وقت ، عزت اور طاقت کو بھسم کئے ڈالتی ہے ۔

فقرات ذیل سے معلوم ہوا کہ ایڈیٹر صاحب کی کوششین بوجہ سے کامیاب رہتی ہین کہ ادہر کے نام نہاد دینی علما کے آگے انکی کچھ نہین چلتی حالانکہ اصل اعتراض یہ ہے کہ آپ اسمین کوشش ہی نہین کرتے کہ فریقین مین اتحاد ہو بلکہ اور بھڑکاتے ہین کہ آتش فساد مشتعل ہو کیونکہ آپنے یہ لکھا تہا کہ چار یاری مدح کی ممانعت سے سنیون کا رنجیدہ ہونا لازمی امر تھا ۔ جس سے معلوم ہوا

کہ آپ چار یاری جھنڈے کو اسوقت خاص میں پسند کرتے ہیں ۔ اور اسکو تمام سنیون کا معمول نہیں
قرار دیتے ہیں حالانکہ آپکا دل یقیناً جانتا ہے کہ شیوع چار یاری عام طور پر سنیون مین رائج ہے ؛
دو چار برس قبل سنیان اودھ مین رائج تہا ۔ نہ غیر باشندگان لکھنؤ اس طریقہ سے واقف
یا اسکے طلب ہوئے پھر اسکی ممانعت سے سنیون کا رنجیدہ ہونا کیا معنی رکھتا ہے بجز اسکے کہ آپ
اپنی قوم کو بھڑکا رہے ہین اور اونکو اس رنجیدگی پر آمادہ کرتے ہین جسکا ظاہری مطلب یہ ہے
کہ یہ تمہارا حق تہا جو گورنمنٹ کے مداخلت سے سلب ہوا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ البشیر مین مضامین
شایع ہونے لگے ۔ جلوگونکو خوف ہے کہین دوسرے اضلاع مین بہی یہ حکم سرایت کرے ۔
اب آپ ہی انصاف کیجیے کہ یہ تحریر آپکی کس اصول پر ہے اور اسکی غرض بجز اسکے کیا ہو سکتی ہے
ہم مانتے ہین آپکے نام نہاد علما ایسے ہی ہین جیسا کہ آپنے لکہا جھوٹی گواہیاں دین مقدمہ کے لیڈر
بنے مقدمہ کے پیروکار ہوئے مگر گفتگو اسمین تہی کہ آپ نے اونکی کیا اصلاح کی کسکو فتنہ و فساد
سے روکا شر و فساد کو سمجہایا آپ بہی تو اس ممانعت کو موجب ملال اہلسنت قرار دیتے
ہین حالانکہ کسی امر نو احداث سے جو موجب فساد ہو ۔ روکنا باعث ملال نہین ہو سکتا
آپکو تو اپنا فرض ادا کرنا چاہیے کہ ان جدید باتونکے اختراع سے قوم مین فساد ہوتا ہے
غریب برباد ہوجاتے ہین روپیہ تلف ہوتا ہے کدورت بڑہتی ہے اختلاف ہوتا ہے ۔
اڈیٹر صاحب یہ زمانہ اب ہے اسمین جہانتک ہو سکے قوم کو سدہاریئے اب کسی
دوسری قوم کو اگرچہ کیسی ہی کمزور ہو ہلاک نہین کر سکتے وہ زمانہ گیا جب معویہ کی
حکومت تہی یا متوکل کی خلافت یا عالمگیر کی بادشاہت جسنے جو کیا اسکو معلوم ہے آپ
ہی غور کیجیے صدہا مراسم آپکے یہان ہوتے ہین غازی میان کا جھنڈا نکلتا ہے مگر کوئی
نہین بولتا کیون اسوجہ سے کہ اوسکی نیت فساد کی نہین ہوتی بخلاف اس چار یاری
جھنڈے کے کہ بقول اڈیٹر وطن عشرہ محرم سے اسکو کیا واسطہ ۔
پھر اصولاً بہی تو آپ کسی طرح اعتراض نہین کر سکتے کیونکہ مذہب اہلسنت کی بنیاد خلفا
و سلاطین پرستی پر ہے تو پھر اوسکے خلاف اس چار یاری جھنڈے مین کیونکہ حکم گورنمنٹ
کی مخالفت کی جاتی ہے یا اوسپر اعتراض ۔

وکیل سے ہمکو ہمیشہ توقع رہی کہ اوسکی زبان اور دلمین موافقت ہوگی صلح پالیسی کی زبانی مدعی ہین تو قلباً اور عملاً اسکی تصدیق دکہانی چاہئے مگر افسوس کہ چند قرینہ سکی شکایت کرنی پڑی بلکہ اس مادہ خاص مین وطن کی پالیسی قابل استحسان ہے کہ اوسنے چند بار اڈیٹر البشیر کی فہمایش کی کہ ان اختلافات کو ترقی نہ دو ۔ مسئلہ رزولیوشن گورنمنٹ مین بھی اوسکی پالیسی قابل تعریف رہی کہ صاف لفظونمین گورنمنٹ کے فیصلہ کی تائید کی اور چار یاری جہنڈی کی نامناسبت ان ایام مین ظاہر کی۔

مگر وکیل کی رای اس بارہ مین خلاف امید ہمیشہ پر خطر رہی خدا ایسے نفاق سے مسلمانونکو پناہ دے۔

لکھنؤ مین سنیون کا مقدمہ

(منقول از تفریح لکھنؤ مورخہ ۲۶ اپریل)

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ جن چھبیس سنیون کو عدالت سٹی مجسٹریٹ لکھنؤ سے تین تین ماہ قید سخت کی سزا ہوئی تھی اور یہ سزا عدالت سشن جج سے بھی بحال رہی تھی اونکی نگرانی جوڈیشل کمشنر اودہ کی عدالت سے بھی بحال رہی فیصلہ مین کوئی نئی بات نہین ہے مجسٹریٹ کے تسلیم کردہ واقعات کو درست تصور کیا گیا ہے اسکے ساتھ مسٹر السٹن نے جو یہ اعتراض کیا تھا کہ سپرنٹنڈنٹ پولس کو حکم جاری کرنیکا اختیار نتھا اسکی نسبت کہا گیا ہے کہ ضرور اختیار تھا مسٹر السٹن نے کہا تھا کہ دفعہ ۱۰۸ کے بموجب مقدمہ چلنا چاہئے اس تجویز کو کمشنر جوڈیشل کمشنران نے ایک حد تک جائز تصور کیا ہے مگر لکھا ہے کہ چونکہ اسپر دفعہ کی ردیف دوم بھی عائد ہو سکتی ہے اسکے مطابق مقدمہ ہونا چاہئے تھا۔ لکھنؤ کے سنیون اور شیعونکے موجودہ تعلقات کو دیکھتے ہوے یہ فیصلہ مناسب قرار دیا گیا ہے۔ مجسٹریٹ کے اس خیال کو بھی درست تسلیم کیا گیا ہے کہ بلوہ کا احتمال تھا اور ان وجوہات سے اپیل ڈسمس کر دی گئی ہے۔

سنیون کے ۱۳ آدمیون پر سٹی مجسٹریٹ کی عدالت مین اور مقدمہ قائم ہوا ہے اس مقدمہ مین گواہان پولس سپرنٹنڈنٹ پولس واجد علی کانسٹبل اور محمد تقی شیعہ کے بیانات ہو چکے ہین جو پہلے اور دوسرے مقدمہ مین ہو چکے ہین اس مقدمہ مین پولس نے سردار مرزا اور مولچند دو جدید گواہون کو مضمونات کے ثابت کرنے کے واسطے پیش کیا ہے کہ ملزم گرفتاری کے بعد جب جیلخانہ جا رہے تھے تو چار یار [illegible]

چلاتے تھے اسمقدمہ کے منجملہ ۴۳ ملزمان کے صرف تین چارنے چار یاری مرثیہ پڑھنے کا اعتراف کیا ہے باقی۔ سب نے یہی کہا ہے کہ ہم کسی کام جارہے تھے کہ پولس نے پکڑلیا ملزمون کی ایک معقول تعداد نے کہا ہے کہ ہم باہر کے رہنے والے ہیں ہمکو نہ چار یاری مرثیہ پڑھنا آتا ہے نہ ہمنے پڑھا نہ ہمارے یہان پڑھا جاتا ہے ایک ملزم نے اپنے کو شیعہ ثابت کیا تھا۔ دو روز یعنی ۲۱ و ۲۲۔ اپریل کو ملزمون کے بیانات ہوئے جن لوگون نے اپنی سکونت بیرونجات مین بیان کی تھی انکو حکم دیا گیا ہے کہ اپنے وطن کے گواہ پیش کرین اب اس غول کی تاریخ پیشی ۲ مئی مقرر کی گئی ہے۔ اسروز کل ملزمین کی جانب سے گواہ صفائی پیش ہونگے۔

اصلاح نہ معلوم اڈیٹر صاحب النجم نے اس آخری فیصلہ قسمت کے بعد بھی اپنے اسیرون پر پھول ہار رکھوایا یا نہین کیونکہ موقع اسکا یہی تہا کہ تین مہینہ کیلئے یاران وطن قید با محنت مین جا رہے ہین خوب سیر ہو کر شیرینی کہلاتے اور انکو گردن پہول کا ہار برساتے کہ باقی ماندونکا اور حوصلہ بڑھتا آخر وہ سب بھی اسی نتیجہ پر پہونچنے والے ہین۔

خدا انلوگونکی ہدایت کرے کہ ناحق غریب و نادار مسلمانونکو اوبہار کر مبتلائے عذاب کر رہے ہین بنگالیون نے بندے ماترم کا نعرہ لگا کر اور پہول برسا کر کیا نتیجہ پایا جو آپ اونکی تقلید کرنے چلے۔ سچ ہے الکفر ملة واحدة

اڈیٹر صاحب النجم کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اب آپکی قوم ملزم جرم سے انکار کرتے ہین اور بعض تقیہ کرکے شیعہ بن رہے ہین۔ (اڈیٹر)

ڈپٹی نذیر احمد صاحب بالقابہ کی کتاب امہات الامہ کی نسبت علمائے اسلام کا آخری فیصلہ

ڈپٹی صاحب بالقابہ نے عیسائیونکے جواب دینے کے پردے مین جو کتاب "امہات الامہ" لکھی ہے وہ کہنے کو تو عیسائیونکا جواب ہے لیکن فی الحقیقت اسلام اور پیغمبر علیہ السلام اور اصحاب کرام اور اہل بیت عظام علیہ الصلوٰة والسلام پر نہایت سخت حملے اسمین ایسے بیدردی سے الفاظ استعمال کیے گئے ہین جو قاطبۃً تمام اہل اسلام کی دلشکنی کا باعث ہوئے۔ اطراف ہندوستان مین شور مچ گیا چنانچہ اسکے بارہ مین دہلی کے تمام علما کے پاس تحریرین آنے لگین کہ دہلی سے یہ کس آفت

سر اٹھایا۔ دہلی کے عمائد نے چند کوشش کی اور ڈپٹی صاحب کے پاس پیام بھیجے کہ وہ ان کتابون کو تلف کر دین۔ اور ان ناشائستہ الفاظ سے تحریری برات ظاہر کر دین اور شایع فرما دین کہ مین اپنے ان مضامین کو واپس لیتا ہون۔ مگر باوجود چند ماہ کی کوشش کے انکی جانب سے کوئی تسلی بخش جواب حاصل نہین ہوا جس سے سمجھا گیا کہ ڈپٹی صاحب انہین مضامین کے معتقد بھی ہین اور وہ اس اعتقاد سے ہٹنا نہین چاہتے۔ اسلئے مجبور ہو کر ۱۹ - اپریل ۱۹۰۹ء کو انجمن ہدایت الاسلام دہلی کے سالانہ جلسہ کے مجمع مین۔ مگر انجمن کے جلسہ سے علیحدہ عام مجمع مین مولینا مولوی فیض الحسن صاحب نے تحریک فرمائی کہ علماء اسلام ڈپٹی صاحب کی کتاب کے متعلق اپنی راے ظاہر فرماوین اور مولینا ابو سراج نظام الدین احمد صاحب نے تائید کی۔ اسپر عالیجناب فاضل اجل علامۂ اکمل مولینا مولوی محمد لطف اللہ صاحب مفتی ریاست رامپور نے علی الاعلان فرمایا کہ کتاب امہات الامہ اور اوسکے مصنف کی تمام وہ تصنیفات جو اسی قسم کے مضامین سے مملو ہین بیشک اس قابل ہین کہ کوئی مسلمان جو خداے تعالی اور اسکے رسول اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہی ہرگز ہرگز ان کو نہ دیکھے اور تمام مسلمانان ہندوستان وغیرہ اس کتاب کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھین اور اعلان کر دین کہ کسی غیر مذہب والے کو یہ حق نہین ہی کہ وہ مسلمانونکے مقابلہ مین یہ کتاب یا اسکے مصنف کی دوسری کتابونکے مضامین پیش کرے ہمارے نزدیک اس کتاب کا مصنف دائرۂ اسلام سے خارج ہی مسلمانون کو اُس سے سلام علیک ترک کرنا چاہیے۔ اور تاوقتیکہ وہ ان مضامین سے توبہ نہ شایع نہ کرین انکو مسلمان نہ سمجھنا چاہیے۔ اور نہ تعلقات اسلامی انکے ساتھ برتے جائین۔

مفتی صاحب کے اس کلمہ سے تمام علما نے اتفاق کیا اور تمام حاضرین نے ایک پُرجوش لہجہ سے اقرار کیا کہ ضرور ہم ایسا ہی کرینگے۔ وانا علی ذلک لمن الشاہدین۔ محمد لطف اللہ عفی عنہ

العبد العبد

احمد علی عفی عنہ مدرس مدرسہ میرٹھ — یہ سب میرے روبرو اوسیطرح ہوا جسطرح کہ اوپر لکھا ہی عبد اللہ عفی عنہ کرنالی

العبد العبد

محمد فضل الرحمن عفا اللہ عنہ رئیس بی مدرسہ اسلامیہ کرنال — محمد اشفاق تہانوی واعظ انجمن ہدایت الاسلام دہلی

العبد العبد

سید عبد الواجد مفتی انجمن ہدایت الاسلام دہلی — محمد شفیع اللہ واعظ انجمن ہدایت الاسلام دہلی

بخلاف مولوی نذیر احمد صاحب کے کہ اونہوں نے اگر ہزار ہا مغلظات اہلبیت اطہار کے حق میں کہے تو تعصب کے چھپانیکو حضرت ابوبکر و عائشہ کے حق میں بہی کچھ کہدیا اسلئے مورد غضب قرار پائے ۔

نمونہ کے طور پر ایک فقرہ ملاحظہ کیجیے جسکو اڈیٹر صاحب اہلحدیث نے منتخب کیا ہی ملاحظہ ہو اخبار اہلحدیث مورخہ ۲ اپریل کہ مولوی نذیر احمد صاحب لکھتے ہین۔

،، ہمارے ملک میں عورتونکا ایک طبعی خاصہ تریا ہٹ اور تریا چرتر بھی مانا گیا ہی تو وہی بات ہم فاطمہؑ او ر عائشہ مین بھی پاتے ہین ص۹۹ امہات الامہ ،،

ایسے ہی فقرات نے ان علما کو اسپر آمادہ کیا کہ وہ اونکی تکفیر کرین ۔ حالانکہ اگر غور کیجیے تو دپٹی نذیر احمد صاحب کا اصلی مقصود توہین جناب سیدہؑ ہے نہ توہین حضرت عائشہ کیونکہ عائشہ کی شان مین تو بخص صریح صحیح بخاری وغیرہ انکی نصواحب یوسف موجود ہی کہ حضرت نے فرمایا تم وہی مکارہ عورتین ہو جنہوں نے حضرت یوسف کو دہوکہا دینا چاہا ۔ اور قرآن مین بنص صریح عائشہ و حفصہ کے بارہ مین فقد صغت قلوبکما وارد ہے جس سے کوئی انکار نہین کرسکتا بخلاف جناب سیدہ صلوات اللہ وسلامہ علیہا جنکی شان مین خود قرآن مین انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا ۔ وارد ہے جس سے عصمت وطہارت حضرت معصومہ بدیہی ہے ۔ جس سے کوئی مسلمان ایک لفظ بہی حضرت کی شان مین بے ادبی کا نہین کہہ سکتا مگر ڈپٹی صاحب نے ازراہ کمال ایمانداری تریا ہٹ اور تریا چرتر کا یہان استعمال

کیا جسکی غرض صرف اسیقدر ہے کہ نور و ظلمت کو مساوی کردین۔
مگر واہ رے غیرت علماء اہلسنت کہ اتنا بھی نہ گوارا کیا کہ حضرت عائشہ کے حق مین اس صحیح کلمہ کو بھی استعمال کرسکین۔ فوراً آمادہ تکفیر ہوے۔ اور اہلبیت اطہار کے حق مین جو کچھ کہا اُنکی اونکو کچھ فکر نہوئی ورنہ پہلے النجم و اہلحدیث کی تکفیر کرتے جنہون نے کیسے کیسے الفاظ ملعونہ استعمال کئے ہین۔
بہرحال ہم آیندہ نمبر مین کچھ اسپر تفصیلی بحث کرینگے۔ اسوقت بہ اتفاق علماء اہلسنت ہم بھی اس شخص کے تکفیر پر اتفاق کرتے ہین اور اسکے ساتھ ہی ایڈیٹر النجم ایڈیٹر اہلحدیث کے بارہ مین بھی ان علما سے امیدوار ہین کہ انکے تکفیر کا اعلان شایع کرینگے۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ ایڈیٹر

خاتمہ خلافت

اگرچہ اہلسنت کا مذہبی اصول یہ ہے کہ الامام لا ینعزل بالفسق کہ خلیفہ یا امام کیسا ہی فسق و فجور کرے مگر معزول نہین ہوسکتا۔ لیکن سلطان المعظم عبد الحمید خان ثانی جو ۲۷ اپریل تک امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حافظ حرمین شریفین کے لقب سے اہلسنت کے یہان ملقب تھے تخت خلافت سے معزول کرکے مع گیارہ عورتون اور دو چھوٹے لڑکونکے سالونیکا کے قصر الاطینی مین جو جنرل اوپیلانٹ کا مسکن تھا قید کردئے گئے۔
یہ معزولی محض فوجی طاقت سے نہین ہوئی بلکہ ممبران انجمن اتحاد و ترقی نے جہان ایک طرف کوشک یلدیز کا محاصرہ کیا تھا۔ وہان ایک کمیشن تحقیقات جرم سلطان کیلئے بھی مقرر کیا جسنے بعد اثبات

جو حرم شیخ الاسلام سے فتوی لیا۔ شیخ الاسلام استنبول نے فتوی دیا وہ عبد الحمید خان نے قرآن کا حلف اوٹھا کر اوسکے خلاف کیا جس سے بہت سے لوگونکی خونریزی ہوئی۔ اس حکم شرعی کے بعد وہ خلافت سے معزول کئے گئے بتاریخ ۲۷ اپریل مطابق ۵ ربیع الثانی۔

یہ بھی خدا کی شان ہے کہ ۲۳ اپریل کو رسم سلامین کس شان ادا کی گئی کہ سلطان نماز جمعہ کو کس تزک و احتشام سے روانہ ہوئے کہ دو طرفہ افسران فوج کا جلوس تھا۔ آج وہی سلطان قید ہے۔

انجمن اتحاد و ترقی کیا ہے۔ غالبًا کم لوگ واقف ہون لہذا مختصر حالات اسکے ضروری الاطلاع ہین

نوجوان ترک یا ینگ ترکس پارٹی اوس جماعت کا نام ہے جو آج کل ترکی کے انقلاب کا باعث ہے۔ اسکی انجمن بنام انجمن اتحاد و ترقی موسوم ہے۔ اسکا ذکر مقام سالونیکا ہے اس فرقہ **نوجوان ترک** مین صرف مسلمان ہی نہین شامل ہین یہودی۔ عیسائی۔ ارمنی سب شریک ہین۔ اور صرف نوجوان ہی نہین شامل ہین بلکہ بڑے بڑے ذی اقتدار روشا پاشا وغیرہ سب امیر شریک ہین۔ اخبار وکیل لکھتا ہے۔

اس موقع پر یہ جتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ "نوجوان ترک" کا مفہوم سمجھنے مین صفت و موصوف دونون کی نسبت یہ غلطی نکرنی چاہئے کہ ینگ ٹرکس پارٹی کو صرف نئی نسل کے ترکون پر محدود کر دیا جائے۔ بلکہ لفظ نوجوان اس مین زیادہ تر زمانہ حال اور نئی روشنی والون کے معنی دیتا ہے اور ترکون مین صرف

ایک گاڑی گڑھے مین گر پڑی

جبکہ برسات کی اندھیری مین ایک کاہل اور ناعاقبت اندیش گاڑی بان ایک ضروری کام کو گاڑی لیجا رہا تھا جسنے کبھی پہول کر بھی [illegible] صاف نہین کیا تھا ایک عمیق پانی کو زمین سمجھکر گاڑی کو جہونک دیا اور خود مع گھوڑونکے غرق ہو گیا ویسے ہم [illegible] انسان کی بصارت کی گاڑی کیلئے دو لالٹینین ہین [illegible] انہین صاف رکھنا ہمارا ضروری فرض ہے۔ ورنہ غفلت سے کبھی نہ کبھی جسمانی گاڑی ضرور گڑھے مین جا پڑے گی۔

(نین سکھ)

اس دوا کو آنکھونکے امراض مثلی۔ خارش چشم۔ پڑبال۔ پھولا۔ جالا۔ دھند۔ اور خصوصًا قوت بصارت کیلئے بے نظیر مرکب خیال کرنا چاہئے [illegible] سینکڑون سارٹیفکٹ [illegible] آئی ہین [illegible] ہزارون [illegible] مفت تقسیم کئے ہین [illegible] جانفشانی [illegible] ہمارے نزدیک کوئی شئی نہین کیونکہ [illegible] مشہور سوداگری کارخانہ [illegible] اپنا لگا [illegible] اور وہ قیمت کیا ہے ایک سکہ [illegible] صرف [illegible] جو سال بھر کو کافی ہے۔ اگر گاڑی کی خیر چاہو اور لالٹینون کی صفائی تو ایک [illegible]

آج کل کی تازہ شہادت [illegible] امراض چشم کیلئے اسکا اثر انکی [illegible] زیادہ [illegible] اور [illegible] صاحب [illegible]

عثمانی النسل کے مسلمان ہی داخل نہیں بلکہ تمام باشندگان ٹرکی بلا امتیاز مذہب و قوم اسکا اطلاق ہوتا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ینگ ٹرکش پارٹی مین مسلمانون کا عنصر غالب ہے اور عیسائی یہودی ارمنی وغیرہ اس نسبت سے شامل نہین جو اُنکی تعداد کو ٹرکی مین حاصل ہے۔ اور چونکہ گذشتہ نصف صدی کے اندر شخصی حکومت کی خرابیان بہت کچھ بڑھ گئی تہین اسلئے ٹرکی مین ایک گروہ ایسے لوگونکا پیدا ہو گیا جو آزادی و آئین کو بدل و جان پسند کرتے۔ اور جنہین بسلسلہ اہل یورپ کی آسائش پر رشک کہاتے تھے۔ ان محبان وطن کے سردار مدحت پاشا تھے۔ مدحت پاشا نے اپنی دوسری وزارت کے زمانہ مین کانسٹیٹیوشن ترتیب دیا اور پارلیمنٹ قائم کرادی۔ مگر افسوس کہ سلطان المعظم نے مدحت کو جلا وطن اور پارلیمنٹ کو برخاست کیا۔ اسکے بعد تین تیس سال کا زمانہ اسطرح گذرا کہ آئین یا پارلیمنٹ کا علانیہ نام بھی لینا جرم سمجھا جاتا تھا۔ اور اخبارات و تحریر کا محکمہ سنسر ایسے پرچون یا کتابون کو ملک مین داخل نہونے دیتا تھا جن سے رعایا مین آزادی یا آئین کے فیلنگ کو تحریک ہو۔

شخصی حکومت نے آئین و آزادی کے ہیجان کو دبانے کیلیے جو جو طریقے اختیار کیے اُن کی تفصیل سخت ناگوار و دردانگیز ہے مگر اُن کا اندازہ کسی قدر اس امر سے لگایا جاسکیگا کہ بقول مسٹر ملکبسٹن پچھلے تیس سال کے اندر دس ہزار آدمیون کی جانین صرف پولیٹیکل جرائم پر ضایع ہوئین۔ نہایت ذہین و روشن خیال لوگ جلا وطن کیے گئے۔ اور اکثر نے خود ممالک غیر پناہ لی۔ جو خفیہ پلیس ایسے اشخاص کی نگرانی [illegible] پر متعین تہی اسکے جاسوسون کی تعداد چالیس ہزار تک پہنچتی تھی۔ اور قریب دو کروڑ ساٹھ لاکھ روپیہ سالانہ اوسپر خرچ ہوتا تھا جس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ تعلیم اور دوسرے کارہای رفاہ عام پر حسب دلخواہ توجہ نہو سکتی تہی۔ اور لوگونکو شخصی عداوتین نکالنے کا خوب موقع ملتا تھا جرائم کا بازار گرم رہتا تھا اور ایک فرد دوسرے کو شبہہ کی نظر سے دیکھتا تھا۔ پولیٹیکل اشتباہ کے شکار زیادہ تر مسلمان اور تعلیم یافتہ ترک ہوتے تھے۔ اسلئے مدحت پاشا کے بعد جو لوگ جلا وطن کیے گئے انہون نے خود کو ایک سلسلہ مین مربوط کیا۔ اور ایک طرف خود ممالک یورپ مین آزادی و آئین کی تاریخ اور عملی کارروائیون کا مطالعہ کرتے رہے۔ اور دوسری جانب اپنے عزیز و اقارب و احباب کی معرفت اپنے ہموطنون مین اس کا خیال پھیلاتے رہے۔ ان فدائیان قوم کی سب سے بڑی جمعیت [illegible] [illegible] الامارة پیرس مین تہی۔ اور دیگر ممالک کے ترک اکثر اسی سے متعلق رہتے تھے

اس مجلس نے اپنے آپ کو پیرس کی خفیہ سوسائٹی سے جسکے صدر احمد رضا بک مشہور محب وطن
حال پریسیڈنٹ دارالوکلائے عثمانیہ تھے مربوط کرلیا اور اپنا اثر ملک مین پہیلانا شروع کیا۔ مگر اسکے ساتہ ہی
اپنی کاروائیون مین ایسی احتیاط برتی کہ شخصی حکومت کے جاسوسون کو جو سایہ کی طرح اُنکے ساتھ رہتے
تھے خبر ہونے پائی۔ اس غرض کے حاصل کرنیکے لئے اُن کو فرامشنون اور زمانہ قدیم وجدید کی دوسری
خفیہ انجمنون کی طرح خاص اشارات مقرر کرنے اور سخت قواعد بنانے پڑے۔ جن کا دنیا کو ابتک علم نہین
اور شاید عرصہ تک نہو سکیگا۔ لیکن جہانتک معلوم ہے مجلس کے اصول سربرآوردہ اشخاص کے نام ظاہر
کرنے کی بڑی سختی سے ممانعت کرتے۔ اور اسے ناقابل معافی جرم قرار دیتے تھے نئے امیدوارونکو پہلے
تقریرون اور کتابون کے ذریعے سی آئین وآزادی کی محبت مین پختہ کیا جاتا تہا۔ اور اسکے بعد بڑی
سخت آزمائش کے بعد مجلس مین لیا جاتا تہا۔ داخلہ کی رسم بعد غور وخوض ایسی قرار دی گئی تہی کہ اس کا
امیدوار کے دل پر گہرا اثر پڑتا تہا۔ مثلاً جب امتحان کے بعد اُسکی صداقت پر اعتبار ہو جاتا تہا اور
اُسکے داخل کئے جانے کی منظوری مل جاتی تہی تو بعض ابتدائی ریاضتین اس سے کرائی جاتی تہین
پہر فرامشنون کی بابت جو حکایت زبانزد خاص وعام ہین اُن کے موافق اُسکی آنکہون پر پٹی باندہی
جاتی تہی۔ اور بڑی حکمت عملی سی اُسے ایک پوشیدہ مقام پر پہنچایا جاتا تھا جہان ایک تاریک کمرہ
یا غار مین ہیبت صورتون کے دو آدمی اُسے انجمن کی وفاداری کا حلف دلواتا اور اُسکے مذہب
کی مقدس کتاب پر رکہا جاتا تھا۔ اور قسم کہلوائی جاتی تہی کہ وہ تا العمر اپنی تمام ہمت وکوشش اپنے
ملک کی فلاح وبہبود مین صرف کریگا۔ اور مجلس کے احکام کو اس حد تک مانیگا کہ اگر خدانخواستہ اُسے
ملکی فائدہ کے خاطر اپنے کسی قریبی رشتہ دار یا دوست کو بہی ہلاک کرنے کا حکم دیا جائے تو اُسکی تعمیل مین
دریغ نہوگا۔ حلف کے بعد پہر اُسکی آنکہین اسی طرح سے بند کرکے اُسے پہلے مکان مین لایا جاتا تہا۔ اور
اپنے گھر جانے کی اجازت دیجاتی تہی۔ پہر مجلس مختلف طریقون سے اُسکی صداقت ووفاداری کو
جانچتی تہی۔ اور ایک عرصہ کے بعد اندرونی حلقہ سے آگاہ کرتی تہی۔ چونکہ نوجوان ترکون کا مشن
ذاتی اغراض سی پاک اور حب وطن وہمدردی انسانی کے اعلی جذبات پر مبنی تہا۔ اسلئے بخوبی
لوگون کے دلنشین ہوا۔ اور برسون کی کاروائی مین جو ایشیا کے مشرقی سرے سے یورپ کے
مغربی سرے تک پہیلی ہوئی تہی ایک شخص بہی افشائے راز نہ کرنے پایا۔

رفتہ رفتہ تیسری آرمی کو (مقیم سالونیکا) کے تمام آدمی اس مقصد کے ہمدرد بنائے گئے۔ شخصی حکومت
کے جاسوس اس فوج میں موجود تھے مگر اُن کو خاک خبر نہوئی۔ اسی اثنا میں عام لوگوں کو اس تحریک سے
متاثر کرنے کی کوشش بھی جاری رہی اور آہستہ آہستہ کامیاب ہوتی گئی۔ اسکی خاطر کمیٹی کے
بعض ممبر پھیری پھر کر سودا بیچنے والے اور بساطی بنگئے۔ اور بڑے بڑے شہروں کے محلوں اور
دُور افتادہ مواضع میں گشت لگاتے پھرے جہاں کوئی سمجھدار شخص اُن کو نظر آیا اُسے اُنہوں نے ملکی ہمدردی
پر مائل کیا اور جب اُسپر بخوبی اعتماد ہو گیا تو سوسائٹی کا اخبار موسوم بہ "مشورت" اُسکے پاس
پہنچایا۔ دو تین اور ماہوار و ہفتہ وار جرائد و صحائف خاص اراکین سوسائٹی کیلئے ہی نکلتے تھے۔ اور
اُن میں آئینی ملکوں کی انقلابی تاریخ کے ٹکڑے شایع کئے جاتے تھے۔ مجلس والوں کے ایثار
کا یہ حال تہا کہ ایک ممبر بغداد میں حجام کی دوکان برسوں تک چلاتا رہا۔ ایک سلطان المعظم
کے مطبخ میں بحیثیت باورچی داخل ہو گیا۔ بہت سے ممبروں نے سلطنت کے مختلف حصوں میں دوسرے
پیشے اختیار کئے بعض ڈاکٹر بنے۔ بعض وکیل۔ بعض نے صنعت و حرفت پر توجہ کی۔ اور کچھ اعلیٰ تعلیم
یافتہ ممبر ادنی طبقہ کے لوگوں کا بھیس بدلکر اعلیٰ ترکی اہلکاروں کے ہاں کوچوانی۔ سائیسی۔
خدمتگاری پر نوکر ہو گئے اور اُنکے راز معلوم کرتے رہے۔ اگر اُنہوں نے اُنکو کسی خودغرضانہ یا ظالمانہ
کارروائی پر آمادہ پایا تو اس کا سد باب ایسی خوبی سے کیا کہ مطلق شبہہ نہوا۔ جب ان جانفشانیوں
سے رعایا کے تعلیم یافتہ و باثر حصہ میں تائید آزادی و آئین کی تحریک پہیل گئی تو ۱۹۰۶ء میں ایک عام
جلسہ خفیہ طور پر بمقام پیرس منعقد کیا گیا جس میں مجلس کی لوکل کمیٹیوں کے اراکین بتعداد کثیر شامل
ہوئے اور پیرس کی مرکزی کمیٹی نے دیکھ لیا کہ ترک۔ ارمنی۔ یونانی۔ بلغاری۔ یہودی۔ البانی۔ عرب
سربی۔ سلافی۔ تمام فرقوں اور جماعتوں کے لوگ اس میں شامل ہیں۔ نہیں معلوم کہ پیرس
کی اس میٹنگ میں کیا رائے قرار پائی۔ ؟ اور کیسا پروگرام بنایا گیا۔ مگر جو عملی نتیجہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۸ء
کو تجدید آئین و بحالی پارلیمنٹ کی صورت میں نکلا۔ اُسنے ساری دنیا پر نوجوان ترکوں کی حیرت انگیز طاقت
ظاہر کردی اور شخصی حکومت کا ایوان ایک ہی حملہ میں سرنگوں ہو گیا جسکے تفصیلی حالات اخبار
پڑھنے والوں کی یاد میں تازہ ہونگے ہمیں امید ہے کہ کسی آیندہ اشاعت میں ہم ترکی مجلس کے
متعلق مزید معلومات پیش کر سکینگے۔

یہ حالات سمجھنے بہ اختصار اخبار وکیل سے لئے ہین جس سے آپکو معلوم ہوگا کہ حضرات اہلسنت جو شیعون کے تقیہ پر معترض ہوتے ہین خود کس قسم کے تقیہ باز ہین حسن بن صباح فرقہ اسمعیلیہ کا ایک لیڈر گذرا ہے جسکا حال بطور ناول فردوس بریں مین لکھا گیا ہی اوس سے ان حالات کو تطبیق دو تو معلوم ہو انمین اور اون مین کیا فرق ہے۔

بہرحال سلطان روم اسی خفیہ سوسائٹی کے شکار ہیں کہ ۲۷ اپریل کو خلافت سے معزول ہوئے جسکے نسبت وطن لکہتا ہی وہ معزول سلطان عبدالحمید باسفرس پار ایشیائی علاقہ کو اور اونکی حرمین مختلف مقامات کو بہیجدی گئین،،

سلطان کی دانشمندی پر جہانتک فخر کیا جائے کم ہے اگر حضرت عثمان بہی اسیطرح صحابہ کرام مہاجرین و انصار کی رائے پر عمل کرتے کہ تخت خلافت سے معزول ہوجاتے تو یہ نتیجہ ہوتا جو ہوا مگر عثمانی۔ اور عثمان مین بڑا فرق ہے۔

سلطان کی نسبت آپنے ہزارون اخبار مین ہزارون قسم کے عمدہ الفاظ سنے ہونگے کہ وہ ایسے مدبر اور عاقل تھے جسکے نسبت اب بہی گیت گائی جاتی ہی مگر اسلامی سلطنت کے حق مین اونکا وجود کیسا تھا۔ اس سے ظاہر ہوگا کہ انکے عہد خلافت مین صوبہ بلگیریا سرویہ جبل اسود بوسینیا ہرزیگو ینیا کریٹ مصر طرابلس عرب۔ کویت حدود ممالک سلطانی سے خارج ہوئے حالانکہ یہ سب صوبہ ایسے زرخیز تھے کہ کہنا چاہئے نصف حصہ ملک کا نکل گیا۔

حق یہ ہے کہ جس بادشاہ کی تین ہزار منکوحہ وغیر منکوحہ بیبیان ہون جو آج تمام ملک مین تقسیم ہو رہی ہین۔ وہ کیا سلطنت کرسکتا ہی جسکے مطبخ (باورچی خانہ) کا خرچ ماہانہ ۹۰ لاکھہ روپیہ ہو اور تین ہزار مطبخ کے ملازم۔ وہ کیا بادشاہت کرسکتا ہے۔

سلطان جانتے تھے بقاعدہ سلطنت ترکی۔ اونکی اولاد بادشاہ نہین ہوسکتی لہذا ۳۳ سالہ حکومت میں اونکی ساری کوشش یہ رہی کہ ترکی کے ممالک زرخیز کو جہانتک ہوسکے جزو اوارہ سینہ یعنی خالصہ سلطانی قرار دین جو خاص بادشاہ کا حق ہوتا ہی تاکہ بعد انکے مین الورثہ تقسیم ہو۔ مگر بفضل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید۔

سلطان نے اس امر خاص میں حضرت عثمان کی تقلید کی تھی جنہون نے اپنی صاحبزادیون اور دامادون کے نام کل یا اکثر ممالک مفتوحہ کو منتقل کرنا چاہا۔

سلطان کی صلح پسندی اس سے ظاہر ہے کہ سلطان نے اس دو ہفتہ مین جو اونکے اقتدار کا آخری حصہ تھا
چالیس ہزار سے زیادہ آدمیونکو قتل کرایا۔ اگر انجمن اتحاد و ترقی اس تیزی سے اپنی کارروائی
نہ کرتی اور سلطان کو معزول نہ کرتی تو نہ معلوم کیا نتیجہ ہوتا۔

مدحت پاشا نے جو پہلے پہل سلطنت ترکی مین پارلیمنٹ کی قائم کی تو یہ وہی زمانہ تھا کہ جاپان مین بھی
اوسی زمانہ مین پارلیمنٹ قائم ہوا جو آجتک قائم ہے اور اوسنے جو عروج حاصل کیا وہ معلوم ہے کہ دوسرا ایسی
سرکش سلطنت کو اوسنے ایسا زیر کیا۔ مگر ترکی مین وہی پارلیمنٹ توڑی گئی مدحت پاشا ملک بدر ہوئے
جسکا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ بعد خرابی بسیار سلطان بھی اوسی نتیجہ پر پہونچے جو مدحت پاشا کیلئے تجویز کیا تھا
انجمن اتحاد و ترقی کے حسن تدبیر پر چونکہ خود مصری اخبار بھی بہت شادان ہین لہذا ہم بھی اوسکو مبارکباد
دیتے ہین اور بہ اتفاق رائے وطن و بسیرہ اخبار سفارش کرتے ہین کہ سلطان کی جانکو کسی قسم کا صدمہ نہ پہونچا
مگر بسیرہ اخبار کی اس رائے پر وہ نوجوان ترکونکی عقلمندی اب بھی آمین ہے کہ معزول سلطان کو نہایت
عزت و احترام سے رکھین اور اس سے درخواست کرین کہ اگرچہ وہ سلطان نہین رہا۔ مگر سلطنت کا
مشیر ضرور رہے ہم اسطرح بھی اتفاق نہین کیونکہ اونکے مفید مشورونسے سلطنت کی تو یہ حالت ہو چکی
پھر اوس غلط مشورے سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ اور اب تو یقیناً وہ ایسا مشورہ دینگے جس سے اسلامی
سلطنت ہمیشہ غارت ہو لہذا ہماری رائے یہ ہے کہ نوجوانان ترک اونسے مشورہ ضرور لین۔ مگر بالکل
اوسکے خلاف کرین جیسا کہ آنحضرت صلعم کا حکم مشورہ نسوان کے متعلق تمام عالم کو معلوم ہے۔

ہان انجمن اتحاد و ترقی نے جو قواعد و ضوابط جمہور سلطنت کیلئے قائم کئے ہین ساتھ ہمین اگر وہ
سلطنت کو بھی محدود کر دین کہ اتنے عرصہ سے زیادہ کسی جمہوری سلطان کو سلطنت کا حق نہین تو نہایت
انسب ہے کیونکہ تجربہ نے بتا دیا ہے دماغ کا زیادہ دنون تک کوئی کام کرنا آخر کو تھکا دیتا ہے پھر کیا وجہ ہے
کہ مثل ویسرائے اونکا زمانہ سلطنت بھی محدود نہ ہو۔

آخر مین ہم سلطان محمد خامس کی تخت نشینی پر مبارکباد دیتے ہین جو ۲۶ اپریل تک برشاہ قدیمی
ایک نظربند قیدی تھے اور ۲۷ اپریل سریر آرائے تخت خلافت ہوئے۔ اونہین توپ کی سلامی مین سریر
خدا کرے انکا سلطان ہونا مسلمانونکے حق مین مفید ہو جسکے آثار اس سے ظاہر ہین کہ سلطان عبدالحمید نے
بعد قبول خلافت اپنا نام سلطان عبدالحمید خان رکھا۔ اور انہون نے سلطان محمد اپنا لقب قرار دیا۔

کہ جیسے مرسلین سابقہ کے آئمہ وخلفا منصوص ومعصوم دیکھے جاتے تھے جیسا کہ ابن تیمیہ کی وصیت کبری مین یزید بن معاویہ کی نسبت لکھا ہے۔

واقوام یعتقدون انہ کان اماما عادلا هادیا مهدیا وانہ کان من الصحابۃ او اکابر الصحابۃ وانہ کان من اولیاء اللہ تعالی وربما اعتقد بعضهم انہ کان من الانبیاء۔

کہ بہت سی قومین یزید کی نسبت یہہ اعتقاد رکہتی ہین کہ وہ امام عادل اور ہادی ومہدی تھا اور بعض کا یہہ اعتقاد ہے کہ وہ صحابہ بلکہ اکابر صحابہ سے تھا اور بعض کا اوس سے یہہ اعتقاد ہے کہ وہ اولیا اللہ سے تھا اور بعض اوس کی نسبت یہہ اعتقاد رکھتے ہین کہ وہ انبیا رسے تھا انتہی محصلاً پس ایسے ایسے نالایق وبے اصل مناقب کی۔ بنیادون پر فریق مخالف یعنی شیعہ نے اون جابہہ جائر کی تہجین اور بانیان اجماع کی توہین اس جوشش سے شروع کی کہ فرقہ نواصب تاب نہ لاسکا حتی کہ زبانی مجادلات کے بعد تلوار کی نوبت پہنچ گئی اور فرقہ نواصب نے خلافتون کی حمایت اور اپنے گروہ کی کثرت کے سبب اکثر مواقع ومحل پر نفوس شیعہ کے ہلاک واستیصال مین کوتاہی نہ کی مگر فریق مخالف ہر ہر مواقع پر مناظرہ ومشاجرہ مین فتح یاب ہوا لیکن جن نواصب کی زبانین اور تلوارین اجماع کی طرفدار اور اونکا دل اعتقاد ائمہ منصوص کا قائل اور معتقد چلا آرہا تھا انہون نے اپنی بعض کتب خاص مین ایسے مواد کثرت سے جمع کردئے کہ جن سے ہمارے بیان کی تصدیق ہوسکتی ہے

المختصر بنظر حفظ وجاہت وحکومت ظاہری فرقہ نواصب خارجی آلات وادوات سے اجماع کو استحکام دینے لگا حتی کہ اوسکو اصول مین داخل کرلیا جسکی ضرورت اس وجہ سے ہوئی کہ اجماع کے خارج کرنے سے خلفاء غیر منصوص غاصب ثابت ہوتے تھے۔ دوسری مجبوری یہہ پیش آئی کہ کثرت فتوحات کے سبب جو مسلمون کا جم غفیر تازہ گرفتار بلا لاتعد ولاتحصی تھا اور اونکو

وسوقت حضرت عمر جو محسن خلیفہ تھے جنکی جانب بیعت سے اکثر اہل حل و عقد بیعت
اولی قبول کی تھی اونہوں نے کہا اے خلیفہ رسول یہہ جدید الاسلام لوگ ہین انکی تالیف
کیجئے پس اسپر حضرت ابو بکر نے فرمایا۔

اجبار فی الجاھلیۃ وخوار فی الاسلام | اگر تو زمانہ جاہلیت مین قوی ظالم تھا اور اسلام
تو بہت بزدل ہے۔ اسیطرح لشکر اسامہ نہ بھیجنے پر جو اجماع ہوا اوسے بہی حضرت
ابو بکر نے قبول نہ کیا بلکہ فرمایا کہ اگر ازواج پیغمبر کی ٹانگین معاذ اللہ کتے بہی گھسیٹین

وجرت الکلاب بارجل ازواج النبی | تو بہی مین لشکر کو اوسے نہ پہیر دونگا کہ
ما رددت جیشا وجہہ رسول اللہ | جسکو رسول اللہ نے روانہ کرنیکی نیت فرمائی
تھی۔ اسیطرح معزولی اسامہ کی درخواست پر حضرت ابو بکر نے حضرت فاروق کی
ڈاڑہی اوچک کر پکڑ لی اسیطرح تمام بنی ہاشم اور اہلبیت رسول نے میراث کی تقسیم
اور طلب خمس پر اجماع کیا تو وہ اجماع کرنے والے خاطی اور معتوب خلافت ہوگئے
حتی کہ اونہی بناؤن پر بیت جناب سیدہ مین چند اصحاب کے قتال کا حکم دیدیا گیا
اور قتل علی کی نیت کی گئی جیسا کہ انساب سمعانی اور مروج الذہب سے ظاہر ہے
اور حضرت فاروق لکڑیان اور آگ لیکر خانہ سوزی سیدہ کیلئے آمادہ ہوگئے
چنانچہ اس خانہ سوزی کا ذکر العقد ین جمع الجوامع کنز العمال قرۃ العینین ازالۃ
الخفا الاکتفا تاریخ اقدی ابو الفدا طبری وتحفہ اثنا عشری و امامۃ والسیاسۃ
ابن قتیبہ وغیرہ مین موجود ہے پس اول تو خلافت اولی کا بنیادی پتھر ہی مخالفانہ
اجماع کے نزدیک بنیاد شریعت کے خلاف رکھا گیا تھا دوم ہر ایک اجماع کو اجماع
اولی کی سی قبولیت نہوئی جن اسباب سے اجماع کی ناپائداری اور اجماع اولی
کا سازشی ہونا سب پر کہل گیا۔ پھر اوس زمانہ گزرنیکے بعد اجماع اولی کی بنا سے
مفاد یہہ ہوا کہ خلفاء راشدین کے بعد اوسی حیلہ سے سلاطین جائرہ
وجابرہ بہی خلافت رسول کے مالک اور اپنی جگہ پیغمبر کا امام جاننے لگے اور رسم
قدیم اونہین خلفا جابرہ وجائرہ کو بہی یہ لوگ اوسی عظمت کی نگاہون سے دیکھنے لگے

جناب امیر سے آکر کہا تھا کہ آپکو خلیفہ رسول بلاتے ہین تو آپنے جھڑک کر فرمایا کہ تم نے
کسقدر جلد جھوٹ رسول پر بنالیا (از کنز العمال)

قصہ کوتاہ چونکہ کسی صاحب شریعت کی رسالت یا کسی نبی کی نبوت منجانب
خلق نہین مانی گئی تھی نہ بذریعہ اجماع ثابت تھی اور بانیان اجماع مین نہ کوئی معصوم
تھا نہ اولیائی محفوظ بلکہ اونمین بعض سزایافتہ حدود شرعیہ بھی شریک تھے اور بعض
زانی و شرابی بھی موجود تھے اور وہ سب اس دروغ مصلحت آمیز سے بھی ماہر
تھے اور بعض صحابہ ایسے مجموعہ خاطیان کے اجماع اور خاندان رسالت سے
انتقال سلطنت کو گناہ عظیم سمجھے ہوئے تھے لہذا اس اجماع کی مقبولیت کے بعد ایک
گروہ اسلام کے دو مختلف العقیدہ فریق بنگئے۔ ایک نے جانشین غیر منصوص کے
کیلئے مجموعہ خاطیان کے اجماع کو حصول مطلب کا ذریعہ اور بعض نے دفع الوقتی
کی غرض سے بحیلہ حدیث لاتجتمع امتی علی الضلالۃ برحق اور نجات کیلئے کافی
سمجھ لیا اور دوسرے فریق نے مطابق حدیث کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ
فی النار اس اجماع کی مخالفت کی اور بموجب رسم قدیم خلیفہ منصوص کا معتقد رہا۔
اور جو بیعت بھی کی تو تقیہ صرف جان و مال کی حفاظت کی نیت سے پس پہلا فریق
ناصبی اور دوسرا شیعہ مشہور ہوا۔

خرابی اجماع اگر فرق نواصب کے کل اجماعات ایسے ہی مستحکم ہوتے. جیسا اجماع
غیر منصوص کی خلافت کیلئے وہلہ اول مین بانگیا تھا تو یہ ایجاد بھی اوس زمانہ کیلئے
باعث فساد اور آیندہ نسلونکے واسطے قابل اعتراض نہوتا لیکن جس اجماع کو چاہا
خلیفہ نے منظور کیا اور جسکو چاہا اوسے نامنظور کیا بلکہ بعض اجماع صحابہ کو گناہ اور
اہل اجماع کو خاطی سمجھا گیا چنانچہ تاریخ الخلفاء سیوطی اور مشکوۃ شریف اور
ازالۃ الخفا کے مقصد دوم صفحہ ٢٠ مین ہے کہ جب صحابہ امتناع قتل مانعین زکوۃ
پر اجماع کرکے حضرت ابوبکر کے پاس مستارشی ہوئے جن مین حضرت سعد بن ابی وقاص و
طلحہ و زبیر و عثمان غنی و جناب امیر علیہ السلام و حضرت فاروق شریک تھے اور

حکم سے پس وہ خارجی کافر مسجد نبوی سے نکلکر اوسکے دروازہ کی چوکھٹ پر کھڑا ہوا اور کہا کہ اے خدا اگر محمدؐ نے یہہ بات تیری طرف سے کہی ہے تو میرے اوپر پتھر برسا لوگون نے کہا ہے کہ اوسکے سر پر پتھر گرا اور وہ منافق اوس پتھر سے ہلاک ہوا اور آیت سال سائل الخ نازل ہوئی انتہی محصلاً۔ اسکے علاوہ آنحضرت نے اپنے مرض موت مین حاضرین صحابہ سے خطبہ آخری مین فرمایا

فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم (سورہ محمد)	جب تم والی ہوگے تو زمین مین فساد بہی پہیلاؤگے اور قطع رحم کروگے انتہی محصلاً

اس قصہ تلاوت آیت کو بکثرت مورخین و محدثین اور بالخصوص جمال الدین محدث نے روضۃ الاحباب مین لکہا ہے جس تاریخ کی صحت کے معرف مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب ہین جس سے ثابت ہوا کہ منافقین صحابہ پیغمبر کے بعض احکام اور رفض استخلاف سے بد دل تھے مگر حضرات شیعہ غصب خلافت کا الزام جو شیخین پر لگاتے ہین جیسا کہ بعض علمائے اہلسنت کے کلام کے قرینہ سے یہی پایا جاتا ہے مثلاً حضرت سفیان ثوری کا قول ہے

من زعم ان علیا کان احق بالخلافۃ منہما فقد اخطاوا ابا بکر وعمر و المہاجرین والانصار۔ ازالۃ الخفا مقصد دوم صـ ۲۹	کہ جو شخص یہ گمان کرتا ہو کہ علیؑ خلافت کے احق تہے شیخین سے تو اوسنے بیشک ابوبکر و عمر و مہاجرین و انصار کا تخطیہ کیا انتہی تو ایسا خیال محض بدگمانی

ہے اگر شیخین خلافت نہ لیتے تو طوائف الملوکی ہو جاتی کیونکہ وارثان مقتولین بدر و احد و خندق و غیبر و حنین و تبوک شرف و فضلت و سلطنت بنی ہاشم سے بد دل اور آمادہ فساد تہے۔ الغرض انہین خیالات سے بعض خیر اندیش صحابہ کو جبار و عنید کے حملون کے انسداد اور دنیاوی ضرورتون کے لحاظ سے مجبوراً اجماع کا ایجاد کرنا پڑا اور تحصیل خلافت کے بعد اپنے تئین مجبوراً مستحق ظاہر کرنا پڑا اگر ایسا نہ کرتے تو عوام پر رعب و عظمت قائم نہو تی اور نیز اوس سے زوال خلافت کا بہی اندیشہ تہا اس ضرورت سے دروغ مصلحت آمیز سے کام لیا گیا جیسا کہ قنفذ غلام نے

بلکہ اس لحاظ سے کہ اگر قتال کرتے ہیں تو اسقدر صحابہ۔ اور بظاہری مسلمان قتل ہوتے ہیں۔ اگر سکوت کرتے ہیں تو اس خونریزی اور فساد میں اور بھی ترقی ہوتی ہے کیونکہ خلافت خلیفہ اول سے انکو چسکا پڑا ہوا تھا کہ جہانتک ہوسکے لوٹ مار کرنا چاہیے اور ناجائز وسائل سے کام نکالنا چاہیے۔

اس کوشش اور غور و تامل کو حضرت اپنے ان لفظوں میں ادا فرماتے ہیں کہ اوسی روضہ ندیہ میں ہے۔ عن مالک بن الجون قال قام علی ؑ بالربذة فقال من احب ان یلحقنا فلیلحقنا ومن احبّ ان یرجع فلیرجع ماذونا لہ غیر حرج فقام الحسن بن علی ؑ فقال یا ابت او یا امیر المومنین لقد کنت فی حجر وکان للعرب فیک حاجة لاستخرجوک من حجرک فقال الحمد للہ الذی یبتلی من یشاء بما شاء اما واللہ لقد ضربت ھذا الامر ظھر البطن اوذنبا ورءاسا فواللہ ان وجدت لہ الا القتال او الکفر باللہ تحلف باللہ علیہ اجلس یا بنی ولا تحن حنین الجاریہ اخرجہ ابوالجہم ذکرہ المحب الطبری ولما التقا الفریقان یوم الجمل صف امیر المومنین الناس ثم نادی لا یرمین رجل

یعنی مالک بن جون سے روایت ہے کہ جب حضرت بقصد جنگ بصرہ مدینہ سے روانہ ہوئے۔ تو بمقام ربذہ قیام کیا (جہاں ابوذر صحابی رسول مدفون ہیں کہ عثمان نے انکو مدینہ سے خارج کیا تھا) اور فرمایا کہ جو شخص چاہے ہمسے ملحق ہو (یعنی ساتھ چلے) اور رجو چاہے پھر جائے تو پھر جائے اوسکو اذن ہے بغیر کسی حرج کے (یہی کلام جناب امام حسین علیہ السلام تھا بروز عاشورہ)۔ پس کھڑے ہوئے امام حسنؑ اور فرمایا کہ اے بابا یا اے امیر المومنینؑ اگر آپ پتھر کے اندر بھی چھپے رہتے۔ تو عرب آپکے ایسے محتاج تھے کہ وہاںسے بھی باہر لاتے (اپنی غرض کے لئے) پس جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا حمد ہے اوس خدا کا کہ جس کو چاہتا ہے جس بات میں چاہتا ہے مبتلا کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے جس بات سے چاہتا ہے معاف کرتا ہے

نسبھم ولا یطعن برمح ولا یضرب
بسیف ولا تبدؤا الیوم بالقتال
وکلموھم بالطف کلام لان ھذا
مقام من فلج فیہ فلج یوم القیمۃ فلم یزل وقوفا
حتی تعالی النھار فنادی القوم
باجمعھم یا ثارات عثمان فنادی علی
محمد بن الحنفیہ ما یقولون قال
یقولون یا ثارات عثمان فرفع علی
یدیہ فقال اللھم کب الیوم قتلۃ
عثمان لوجوھھم وعن محمد بن عمر
بن علی ابن ابی طالب لم یقاتل
یوم الجمل حتی دعا الناس ثلاثا حتی
اذا کان یوم الثالث دخل علیہ
الحسن والحسین وعبد اللہ بن
جعفر فقالوا قد اکثروا فینا الجراح
فقال یا ابن اخی واللہ ما جھلت
شیئا من امرھم الا ما کانوا فیہ وقال
لی ساء فصب لہ ماء فتوضی ثم صلے
رکعتین حتی اذا فرغ رفع یدیہ و
دعاء بہ وقال ان ظھرتم علیھم فلا
تطلبوا مدبرا ولا تجھزوا علی جریح
وانظروا ما حضر وابہ الحرب من
انیہ فاقبضوہ وما کان سوی ذلک

آگاہ ہو قسم خدا کی بھنے اس امر میں اچھی
طرح غور کیا ظاہر و باطن پیا مقدم و
موخر پس قسم خدا کی نہ پایا مینے مگر جنگ
کرنکو یا کفر کرنے کو (یعنی اس معاملہ میں
بھی دو صورت ہے یا جنگ کروں
نہیں تو کفر اختیار کروں) پھر قسم دیا
خدا کی کہ بیٹھ جاؤ اور لڑکیوں کی طرح
نالہ نہ کرو اس روایت کو نقل کیا ہے
ابو الحجم نے اور ذکر کیا ہے محب طبری
نے جب لبروز جمل دونو طرف کے لشکر
آراستہ ہوئے اور صف قائم کیا امیر المومنین
تو آواز دی کہ کوئی شخص کسی پر تیر نہ
چلائے ۔ نہ نیزہ لگائے ۔ نہ تلوار مارے
آج کے روز جنگ کی ابتدا نہ کرو ۔ اور
کلام کرو بہ الطف کلام پس برابر کھڑے
رہے حضرت یہانتک کہ بلند ہوا روز ۔
اور دوسری طرف سے آواز بلند ہوئی
یا ثارات عثمان یعنی انتقام عثمان لینا
چاہئے حضرت نے محمد بن الحنفیہ سے
پوچھا کہ لوگ کیا کہتے ہیں عرض کیا کہ
یا ثارات عثمان کہتے ہیں حضرت نے
دو نو ہاتھ اپنے بلند کئے اور فرمایا خداوندا
آج قاتلان عثمان کو اونکے منہ کے بل گرا

فهو لورثته
وعن بشر الشيباني في قصة حرب
الجمل قال فاجتمعوا بالبصرة فقال
علي من ياخذ المصحف ثم تقول لهم
ماذا تنقمون تريقون دماءنا و
دماءكم فقال رجل انا يا امير المؤمنين
قال انك مقتول قال لا ابالي فاخذ
المصحف فذهب به اليهم فقتلوه
ثم قال من الغد مثل ما قال فقال
رجل انا فقال انك مقتول كما
قتل صاحبك قال لا ابالي فذهب
فقتل ثم قال كليوم واحد قد حل
لكم قتالهم الآن فهؤلاء
وهؤلاء فاقتتلوا قتالا شديدا
فرد عليهم ما في المعسكر حتى القدر
ذكر هذه الاحاديث الثلثة
الحافظ السيوطي ص ۳۲

محمد بن عمر بن علی راوی ہیں کہ حضرت نے
جنگ جمل میں اوسوقت تک جنگ نہ کیا
کہ تین روز کی اونکو مہلت دی جب تیسرا
روز ہوا تو حضرت امام حسن اور امام حسین
اور عبد اللہ بن جعفر حاضر خدمت ہوئے
اور عرض کیا کہ اب تو ہماری لشکر کے لوگ
بہت زخمی ہوئے حضرت نے فرمایا اے
برادر زادے میں بے خبر نہیں ہوں سب
باتیں مجھے معلوم ہیں تھوڑا پانی لاؤ حضرت
نے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور ہاتھ
اوٹھا کر دعا کی پھر فرمایا اگر تم فتحیاب ہو
تو جو بھاگ جائے اوسکا پیچھا نہ کرو۔ جو زخمی
ہو کر گرا ہو اوس پر حملہ نہ کر۔ اور دیکھو جو چیزیں
لشکر میں ہیں وہی تو لوٹی جائیں آئندہ غنیمت
ہے۔ اور اسکے سوا جو کچھ ہے وہ اونکے
وارثوں کا مال ہے۔
بشر شیبانی راوی ہیں کہ جب سب جمع
ہوئے بصرہ میں تو حضرت نے فرمایا کون تم سے ایسا ہے جو مصحف لیکر انکے پاس جائے اور پوچھے
تم کیوں بگڑے ہو جو خونریزی کرتے ہو اور ہمارا بھی خون کرتے ہو اور اپنا بھی۔ ایک شخص آیا وہ
ہوا حضرت نے فرمایا گرچہ جان رکھو کہ تم قتل کیے جاؤ گے اوسنے کہا کوئی پروا نہیں مصحف لیکر
وہاں گیا اور حضرت کا پیغام پہونچایا پس قتل کیا گیا دوسرے روز بھی یونہی ایک دوسرا
آدمی گیا تیسرے روز حضرت نے اجازت دی کہ اب تمکو حلال ہوا قتل انکا پس نہایت
شدید جنگ ہوئی پس رد کیا اونہوں یہانتک کہ دیگچہ کو

اس روایت سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جو شخص کوئی کام خدا کے لئے کرتا ہے اور اوسکی مرضی اور خوشنودی کا جویا ہوتا ہے کسطرح اوس کام پر اقدام کرتا ہے کیونکہ تمامی عقلا کو خونریزی اور قتل و غارت سے عقلاً اجتناب لازم ہے اور حتی الوسع اسپر اقدام نہیں کرتا مگر بمجبوری یہی وجہ ہے کہ کل انبیا اور اوصیا بذات خود جنگ میں شریک رہتے ہیں تاکہ اون فرقونکو تعلیم کرتے رہیں جس سے شرعی جہاد اور ملکی جنگ و جدل میں فرق ظاہر ہو۔ کیونکہ جنگ و پیکار دونو نمیں ہے خونریزی دونوں میں ہوتی ہے جان کا نقصان دونو نمیں ہے فرق ہے تو اسقدر کہ ایک جنگ کی غرض محض ہوا و ہوس ہے دوسرے کی غرض رضائے باری ہے اسیلئے خود جناب رسالتمآب بنفس نفیس ۲۷ اور ۳۳ جہاد میں شریک رہے جسکی اہمیت اور عظمت سے آپ واقف تھے تاکہ مسلمانونکو سمجھاتے رہیں اور تعلیم دیتے رہیں کہ کس حالت میں حملہ کرنا چاہیے اور کس ضرورت سے۔

یہی رفتار جناب امیر ہے کہ حضرت جہاد کو تشریف لیگئے ہیں اور کس کس طرح پھونک پھونک کر قدم رکھ رہے ہیں کہ کوئی امر خلاف حکم خدا و رسول نہ ہونے پائے بخلاف دوسروں کے جنھوں نے اس حکومت کو ذریعہ ملک گیری قرار دیا اور انہوں نے وہی طریقہ اختیار کیا جو ڈاکوؤں اور لٹیروں کا ہے۔

جناب امیر کس وضاحت سے فرماتے ہیں کہ مینے غور و فکر کا کوئی دقیقہ اوٹھا نہیں رکھا ہر پہلو و جوانب پر نظر کی۔ مگر دو بات کے سوا تیسری نہیں نکلتی یا تو ان سے جنگ کروں۔ یعنی یہ واجب القتل ہیں۔ اور اگر نہ جنگ کروں تو کافر ہو جاؤں کیونکہ واجب القتل کا چھوڑنا واقعتاً باوصف اختیار کفر ہی کرنا ہے۔

اب آپ ہی فرمائیے حضرت ایسی حالت میں کیا کرتے کیونکہ ایک بات اختیار کرنا لابد ضرور تھا یا ترک قتل کریں تو کفر لازم آتا ہے یا جہاد کریں تو ہزاروں صحابہ مارے جاتے ہیں جن لوگونکو اسلام کی محبت نہوگی یا ترقی اسلام کے خواہاں نہونگے وہ تو یہی کہینگے کہ ترک اسلام بہتر تھا کیونکہ یہی اصلی مقصد اونکا ہے اور اسیکی تعلیم دی گئی ہے